حق چاریار

خدام اہل سنت کی دعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسولؐ اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجؓ نبی پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

فہرست مضامین

نورِ ہدایت

فرمانِ الٰہی

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (سورۃ توبہ: آیت ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین وانصار (ایمان لانے میں سب امت سے) سابق اور مقدم ہیں اور باقی امت میں جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ایمان لانے میں ان کی پیروی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔'' الخ

آیت کی تفسیر

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا شرط۔ رضا اور مغفرت و جنت کا وعدہ ہے اور تابعین سے لے کر قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع شرط ہے۔ وہ بھی ایمان اور اخلاص سے کریں گے تو رضائے الٰہی اور جنت کا وعدہ ہے، گویا جنت مشروط ہے اتباع صحابہ رضی اللہ عنہم پر، بغیر صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کے خدا کی رضا اور جنت نہیں مل سکتی۔'' (تفسیر معارف القرآن للکاندھلوی ج ۳، ص ۱۳۴)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

بجز حبِ محمدِ مصطفیٰ رحمت نہیں ملتی صحابہ کی محبت کے سوا جنت نہیں ملتی
ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر ہیں عرش کے تارے بغیر ان کی غلامی کے کہیں عزت نہیں ملتی

فرمانِ نبوی ﷺ

(۱) حضرت نبی ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہتر لوگ ہیں، حدیث یہ ہے: اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ۔ (مشکوۃ ص ۵۵۴، ج ۲)

(۲) حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ ایسے مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا (یعنی میرے صحابہ) اور اسے بھی نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھنے والے (یعنی صحابی) کو دیکھا (یعنی تابعی کو بھی جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی، صحابہ کی زیارت کی برکت سے)۔ حدیث شریف یہ ہے: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰنِيْ (ترمذی شریف ج ۲، ص ۲۲۵)

تحریک خدام اہل سنت کا انتخابی موقف

(بسلسلہ الیکشن ۲۰۱۸ء)

نوٹ: اس اداریہ کے شائع ہونے پر انتخابات کا دورانیہ گذر چکا ہوگا، مگر اس کی اصولی اہمیت، جماعتی حمیت اور کاز کی حساسیت جوں کی توں رہے گی، اس لیے اسے شائع کیا جارہا ہے (ادارہ)

تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان ۱۹مئی ۱۹۶۹ء سے تا حال سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مبارک ارشاد (مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ) کے مطابق سنت رسول اور جماعت صحابہ کرامؓ کی اہمیت وعظمت اجاگر کررہی ہے۔اور اسی ارشاد نبویؐ کی روشنی میں مذہب اہل سنت والجماعت کی تبلیغ واشاعت کررہی ہے۔وطن عزیز پاکستان کی سالمیت اور ترقی کی ضامن بھی اسی ارشاد نبوی کو سمجھتے ہوئے ہمیشہ ایسے طرزِ عمل پر گامزن رہی ہے جس سے مذہب اہل سنت والجماعت کی فلک بوس عظمت مجروح نہ ہو۔بانی تحریک قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ فاضل دیوبند کی مذہبی وملی خدمات (جو ہماری سنہری تاریخ کا اہم باب ہیں) مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کی عملی تصویر اور اسی ارشاد رسالت کا مظہر ہیں۔چنانچہ آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کے جانشین فخر اہل سنت حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر زید مجدہم امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان بھی ہمیشہ عوامی فلاح و بہبود اور اس سے بڑھ کر مذہبی ونظریاتی مفاد میں اسی ارشاد نبوی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔وطن عزیز میں ۲۵ جولائی ۲۰۱۸ء جنرل الیکشن منعقد ہو رہے ہیں۔یہ الیکشن جہاں غیر یقینی صورتِ حال، عدم تحفظ اور خدانخواستہ انتشار کے شدید خدشات کی لپیٹ میں ہیں۔وہیں بداخلاقی، گالی گلوچ، عدم برداشت اور خلائی مخلوق، محکمہ زراعت جیسی اصطلاحات بھی لے کر آیا ہے۔۔۔ضمیر فروشی اور لوٹا ازم بھی اپنی انتہاؤں کو چھو رہا ہے اور پس پردہ مداخلت بھی بہر صورت عوامی رائے عامہ پر اثر انداز ہونے کو تیار ہے۔۔۔دینی ونظریاتی حقائق وعقائد کو بھی محض سیاسی مفادات کے حصول کے لئے بے دریغ

☆ مرکزی جنرل سیکرٹری تحریک خدام اہل سنت والجماعت، پاکستان

استعمال کیا جارہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی قابل الذکر پارٹی ایسی نہیں جو شدید تحفظات کی زد میں نہ ہو اور انکی پارٹی قیادت ان تحفظات کی بابت قابل قبول ضمانت فراہم کر سکے۔۔۔ خرابیاں ہر طرف سے تھوڑی کمی بیشی کے ساتھ ایسا توازن رکھتی ہیں کہ ہمارے لئے چھوٹی برائی کا انتخاب بھی مشکل نظر آرہا ہے۔

ایسے میں تحریک خدام اہل سنت والجماعت الیکشن ۲۰۱۸ء کے حوالہ سے اپنا حالیہ انتخابی موقف عوام کے سامنے پیش کررہی ہے۔

تحریک خدام اہل سنت اور پاکستان مسلم لیگ (ن)

الیکشن 2018ء میں جماعتی طور پر متعدد جماعتیں حصہ لے رہی ہیں تاہم بنیادی مقابلہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان تحریک انصاف کے مابین ہے اس لئے ہم سر دست انہیں دو جماعتوں کی مجموعی صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہیں۔۔تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان اور مسلم لیگ کا انتخاب میں حمایتی تعلق 1985ء سے چلا آرہا ہے جو اگرچہ غیر جماعتی الیکشن تھا تاہم چکوال میں جنرل عبدالمجید ملک مرحوم اور چوہدری لیاقت علی خان مرحوم کی تحریک نے حمایت کی اور 1988ء کے الیکشن میں ہر دو مرحومین کو نواز شریف کیمپ میں بانی تحریک حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے بھیجا۔اس دوران تعلقات میں نشیب و فراز ضرور آئے تاہم خدام اہل سنت نے ہمیشہ ملک وملت کے مفاد کے پیش نظر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پلڑے میں ہی وزن ڈالا اور ضلعی وملکی سطح پر اس کی کامیابی میں بھر پور کردار ادا کیا۔ ذاتی طور پر اور جماعتی حوالے سے بھی مسلم لیگ کے مختلف ادوار میں ہم شدید آزمائشوں کا شکار ہوئے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مقامی ومرکزی لیڈر شپ کی طرف سے عدم تعاون و بے رخی دیکھنے میں آئی لیکن ہر انتخاب کے موقع پر یقین دہانیوں اور وعدے وعید کے بعد مسلم لیگ کی اجتماعی مفاد اور چھوٹی بُرائی کے فارمولے کو سامنے رکھتے ہوئے حمایت کردی گئی۔۔ حالیہ الیکشن کا ہنگامہ شروع ہوا تو تحریک خدام اہل سنت نے اپنے احباب سے مشاورت اور رائے عامہ کا جائزہ شروع کردیا۔۔ نیز مسلم لیگ (ن) کے حوالہ سے بعض مذہبی تحفظات کو پہلی ترجیح سمجھتے ہوئے غور وفکر کیا تو ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ مقامی راہ نماؤں سے دیرینہ اور اچھے تعلقات کے باوجود ہمیں اس الیکشن میں مرکزی قیادت کو اپنے تحفظات سے آگاہ کرنا چاہئے۔ جہاں سے قابل قبول وضاحت ویقین دہانی کے بعد ہی کسی فیصلہ کی طرف جانا چاہئے۔۔۔ یہ بھی طے ہوا کہ یہ سوالات چونکہ پارٹی کے متعلق ہیں لہٰذا ان کی وضاحت بھی پارٹی سے ہی طلب کی جانی چاہیئے۔ چنانچہ تحریک خدام اہل سنت نے چار نکاتی اشکالات، تحفظات مسلم لیگ (ن) کا پارٹی موقف جاننے اور وضاحت کی غرض سے مقامی امیدواران خاص طور

پر بیگم عفت لیاقت صاحبہ کی وساطت سے میاں شہباز شریف صدر مسلم لیگ (ن) کو ارسال کردیئے جس میں نہ صرف ہمارے مذہبی تحفظات تھے بلکہ عوامی فلاح و بہبود کے متعلق بھی شکایات تھیں۔

ہمارا ارسال کردہ عریضہ بغور ملاحظہ کیجئے

تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان (19 مئی 1969ء) سے تبلیغ دین اور فلاح امت کیلئے ملک بھر میں سرگرم عمل ہے۔

تحریک سیاست میں محض دیانت دار اور ملک وملت کے حق میں مفید امیدواران کی حمایت کی حد تک حصہ لیتی آئی ہے۔

حالیہ الیکشن 2018ء ایسے حالات میں منعقد ہو رہا ہے جو ملکی سالمیت کے حوالہ سے یقیناً سازگار نہیں ہیں۔۔ چنانچہ مختلف سیاسی جماعتیں تحریک کی حمایت حاصل کرنے کے لئے رابطہ کر رہی ہیں لیکن تا حال تحریک کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی۔

جہاں تک پاکستان مسلم لیگ (ن) کا تعلق ہے تو ہم اس کی حمایت کے حوالہ سے چند تحفظات رکھتے ہیں۔ اگر مسلم لیگ کے سرکردہ افراد ہمیں ان کے متعلق مطمئن کرسکیں تو ہم اپنے فیصلے کی بابت کسی حکمت عملی تک پہنچ سکیں گے۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار قرآن وسنت اور آئین پاکستان کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) مرزائیوں کے ساتھ بسا اوقات رواداری کا مظاہرہ کرتی ہیں اور ان کے حق میں سہولت کار کے طور پر پیش آتی ہے؟

مثال (۱) گزشتہ دور میں آئین میں ایسی ترمیم سامنے آئی (جو انتشار اور ہنگاموں کے بعد واپس لے لی گئی) جس سے مرزائیوں کے لئے پارلیمنٹ تک رسائی کے لئے راہ ہموار ہو رہی تھی۔

کیا پاکستان مسلم لیگ (ن) اس تاثر کے ازالہ کے لئے کوئی ٹھوس وضاحت پیش کرسکتی ہے؟۔

مثال (۲) چکوال کے قصبہ دولمیال میں 12 ربیع الاول 1438ھ ایک افسوسناک سانحہ پیش آیا جس میں مرزائیوں نے ایک مسلمان کو بے دردی سے شہید کردیا۔ لیکن ظلم یہ ہے کہ آج تک کے مسلمان ہی پابند سلاسل ہیں اور مرزائی ہر رعایت کے مستحق ٹھہرے۔۔۔

کیا پاکستان مسلم لیگ (ن) ہماری اس تشویش کو دور کرنے کے لئے کوئی بیانیہ سامنے لاسکتی ہے؟

(۲) تحریک خدام اہل سنت 1985ء سے مسلسل مسلم لیگ (ن) کی حمایت کرتی چلی آرہی ہے لیکن مسلم لیگ (ن) نے ہمیشہ الیکشن کا موسم گزر جانے کے بعد تحریک کو نظرانداز کیا۔۔۔ اس کی

واضح مثال سردار غلام عباس کو مسلم لیگ چکوال میں جس عجلت سے شامل کیا گیا اور تحریک کے تحفظات کی قطعاً پرواہ نہ کی گئی۔ یہ طرز سیاست انتہائی افسوس ناک ہے۔

اس بے رخی کے حوالہ سے مسلم لیگ (ن) حال میں کیا وضاحت وعزائم رکھتی ہے۔۔۔؟

(۳) تحریک خدام اہل سنت ملک بھر میں اپنے جن احباب کا ووٹ مسلم لیگ (ن) کے سپرد کرتی چلی آتی ہے ان ووٹرز کی توقعات (جیسے فلاحی وترقیاتی کام اور پڑھے لکھے افراد کے لئے نوکریاں ملنا) پوری نہیں ہوتیں۔۔اور وہ ہم سے شکوہ کناں رہتے ہیں کہ ہمارے کام نہیں ہوتے۔۔۔۔

کیا مستقبل میں ہمیں اپنے کارکنوں کے اطمینان کے لئے مسلم لیگ (ن) کی طرف سے کوئی قابل قبول یقین دہانی کروائی جاسکتی ہے اور ہمارا کسی اطمینان بخش ضابطہ پر متفق ہونا ممکن ہے۔۔؟

(۴) تحریک خدام اہل سنت چکوال کے بعض مقامی امیدواران کی سست روی، علاقائی فلاحی کاموں اور تحریک سے الیکشن کے بعد رابطہ نہ رکھنے کی بھی شکایت رکھتی ہے۔۔۔

اس کا مداوا کیسے ممکن ہے۔۔۔؟

ہمیں امید وانتظار ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) ان چار نکاتی تحفظات کی بابت اپنا واضح موقف کب سامنے لاتی ہے؟ جس کے بعد ہم ملکی سطح پر اس کی حمایت کے حوالہ سے اپنا نکتہ نظر سامنے لاسکیں گے۔۔۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

حافظ زاہد حسین رشیدی

مرکزی سیکرٹری جنرل تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان **15 جولائی 2018ء**

محترم قارئین! ہم محترمہ بیگم عفت لیاقت صاحبہ کے بے پناہ شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے ان تحفظات کی اہمیت کو محسوس کیا اور انکے ازالے کے لئے عجلت سے لاہور روانہ ہوئیں۔۔۔اس دوران ٹیلی فون پر رابطہ رہا۔اور صورت حال سے آگاہی ہوتی رہی۔تاہم ڈیڈ لاک بدستور جاری رہا۔

بہر حال بیگم عفت لیاقت صاحبہ اپنی جماعتی لیڈر شپ سے کوئی بھی تحریری وضاحت لانے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔۔۔البتہ ان کی کاوشوں سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے ایک وفد لاہور سے مرکزی دفتر تحریک خدام اہل سنت چکوال پہنچا۔۔۔

مسلم لیگ (ن) کے مرکز سے وفد کی آمد

جس کے پاس پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے حسب ذیل اتھارٹی نامہ تھا۔

محترمی جناب مفتی انتخاب احمد صاحب سیکرٹری جنرل پاکستان مسلم لیگ (ن) علماء ومشائخ ونگ پنجاب

السلام علیکم!

بعد از سلام مسنون! گزارش ہے کہ حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب مرکزی سیکرٹری جنرل تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کی طرف سے کچھ تحفظات پاکستان مسلم لیگ (ن) کے مرکزی سکٹریٹ لاہور میں موصول ہوئے۔ پارٹی قیادت اس وقت الیکشن **2018**ء میں انتہائی مصروف ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب مرکزی صدر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ہدایت پر آپ کو یہ اہم ذمہ داری سونپی جارہی ہے کہ آپ فورا چکوال تشریف لے جائیں ۔اور تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے تحفظات کو دور کرنے کی یقین دہانی کرائیں۔۔۔پارٹی قیادت آپکی طرف سے دور کیے گئے تحفظات کو نہ صرف عزت کی نگاہ سے دیکھے گی بلکہ پارٹی کی طرف سے اس فیصلے کی پوری تائید حاصل ہوگی۔پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کی مشکور ہے اور دعاؤں کی طلب گار ہے کہ اللہ تعالی پاکستان مسلم لیگ (ن) کو کامیابی عطا فرمائے اور ملک وقوم کو احسن طریقے سے جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔　والسلام

پیر محمد فاروق بہاؤالحق شاہ

سیکریٹری اطلاعات پنجاب پاکستان مسلم لیگ (ن)

17/07/2018

18 جولائی **2018**ء کہ سہ پہر مرکزی دفتر میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے حضرت مولانا مفتی انتخاب احمد (سیکرٹری جنرل پاکستان مسلم لیگ (ن) علماء ومشائخ ونگ پنجاب) تشریف لائے اور امیر مرکزیہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر سے تفصیلی مذاکرات کیے ۔۔۔چار گھنٹے پر محیط تفصیلی گفت وشنید میں راقم بھی موجود تھا۔قابل قدر مہمان نے عالمی حالات سے لے کر موجودہ گھمبیر صورت حال اور پارٹی کی مجبوریوں سے آگاہ کیا اور تحریک کی طرف سے بھی اپنے تحفظات بیان کئے گئے ۔۔حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں اپنے تحفظات کی باب چند بنیادی سوالات کئے گئے۔

(ا) ہر ووٹر اپنے امیدوار سے اپنے تحفظات کی بابت وضاحت کا حق رکھتا ہے کیا ہمیں بھی بحیثیت

جماعتی ووٹر یہ حق حاصل ہے؟

(۲) ہر امیدوار کیلئے جمہوری اصولوں کے مطابق اپنے ووٹرز کے جائز اشکالات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کیا ہم چار دہائیوں سے جس جماعت کی حمایت کرتے چلے آرہے ہیں اس لائق بھی نہیں کہ ہمیں ہمارے اشکالات وتحفظات پر مطمئن کیا جائے۔۔۔؟

(۳) کیا ہمارے چار وضاحت طلب نکات میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو نا قابل توجہ ہو۔۔؟؟؟

(۴) پاکستان مسلم لیگ (ن) ووٹ کے لئے عزت مانگ رہی ہے کیا ووٹرز بھی اپنی حمایت یافتہ پارٹی سے کوئی یقین دہانی طلب کرکے اپنے لئے عزت کی خواہش رکھ سکتا ہے؟؟؟؟۔۔۔۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب نے نہ صرف ہمارے مطالبات وتحفظات کے جائز ہونے کو تسلیم کیا بلکہ پارٹی کے لئے بھی ضروری قرار دیا کہ وہ ان پر اپنی وضاحت پیش کرے۔۔

لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ نمائندہ ہونے کے باوجود اپنی پارٹی کی طرف سے چند لفظی وضاحت دلانے کی یقین دہانی کروانے میں پوری طرح بے بس نظر آئے۔

میاں شہباز شریف صاحب کی الیکشن کمپین، میاں نواز شریف صاحب کی اسارت، محترمہ کلثوم نواز صاحبہ کی علالت، عالمی حالات، میڈیا وار، خلائی مخلوق کی کارستانیوں سمیت بیسیوں عذر سامنے رکھے اور پارٹی کی طرف سے کسی بھی تحریری وضاحت کی وقتی تسلی بھی نہ دے سکے۔البتہ اپنی طرف سے پارٹی کی صفائی میں درج ذیل وضاحتی تحریر دی اور نہایت خوشگوار فضاء میں رخصت ہوگئے۔

ا۔مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار لوگوں کے متعلق پاکستان مسلم لیگ (ن) کے تمام ورکرز اور تمام عہدیداران کا وہی نظریہ ہے جو پاکستان کے آئین کے مطابق ہر پاکستانی مسلمان کا ہے۔ آئین پاکستان کی روشنی میں مرزائی قادیانی احمدی غیر مسلم ہیں

۲۔پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مقامی قیادت اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی اعلیٰ قیادت بھی آپ کی مسلم لیگ (ن) کے ساتھ جو وابستگی ہے نہ صرف اس کے معترف ہیں بلکہ تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ان شاء اللہ العزیز تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی آراء کا احترام کیا جائیگا۔

۳۔اس موقع پر مکمل یقین دلاتا ہوں تحریک خدام اہلسنت والجماعت کو آئندہ شکوہ و شکایت کا موقع نہ دیا جائیگا۔

۴۔مجھے اس بات سے نہایت افسوس ہوا کہ مقامی عہدیداران کا مضبوط رابطہ اور تعلق جس طرح الیکشن میں اپنے چاہنے والوں سے قائم کرتے ہیں۔ بعد از الیکشن بھی اس احسان مند تعلق کو

نبھانا چاہیئے۔

میں اس موقع پر یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز کہ حضرت محترم قاضی ظہور الحسین صاحب کی قیادت و سیادت میں علماء کرام کی ملاقات میاں محمد شہباز شریف سے کروائی جائیگی تا کہ حضرت صاحب اپنے تحفظات براہِ راست پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب پہنچا سکیں جو کہ نہ صرف پاکستان مسلم لیگ (ن) بلکہ پوری پاکستانی قوم کیلئے سود مند ثابت ہو۔

والسلام

مفتی انتخاب احمد

سیکریٹری جنرل پاکستان مسلم لیگ (ن) علماء ومشائخ ونگ پنجاب

وترجمان پاکستان مسلم لیگ (ن) **18/07/2018**

مولانا کی تشریف آوری اور وضاحتی تحریر سر آنکھوں پر اگر پارٹی کے سربراہان سے ہٹ کر ہی کسی سے وضاحت مطلوب ہوتی تو وہ عزت مآب محترم راجہ ظفرالحق صاحب پہلے بھی کر چکے اور اب بھی کسی تحریر سے انکار نہ کریں گے۔۔ یہی پیش نظر ہوتا تو ہم علاقائی امیدواروں کی وضاحت پر ہی اکتفاء کر لیتے آخر ان سے دیرینہ تعلقات بھی ہیں اور بعض جزوی شکایات کے باوجود سبھی سے علاقائی اور نظریاتی رشتہ بھی ہے۔

واضح رہے کہ ملاقات کے بعد بذریعہ ٹیلی فون بھی مفتی صاحب سے رابطہ رہا۔

اور انہیں یہی عرض کیا جاتا رہا کہ ہمیں اپنے تحفظات کے ازالہ کے حوالہ سے کوئی بھی تحریر میاں شہباز شریف صاحب کے لیٹر پیڈ پر انہی کی طرف سے مطلوب ہے۔ اس دوران ہمارے جماعتی احباب کی بے چینی اور تشویش بھی اپنی انتہاؤں کو چھو رہی تھی اور مسلم لیگی دوست بھی پریشانی اور شدید کوفت سے دوچار تھے۔ ہمارے جماعتی کارکن اور بہی خواہ اپنے طور پر الگ الگ ذرائع سے مسئلہ کے حل کے لیے کوشاں تھے اور مسلم لیگی ورکرز نے بھی کوئی کسر نہ اٹھائی ہوئی تھی۔

یہاں میں خصوصیت سے بیگم عفت لیاقت صاحبہ ، چوہدری حیدر سلطان اور چوہدری شہریار کی ہمت کو ضرور داد دوں گا جنہوں نے تین دن مسلسل رابطہ رکھا اور اس مسئلے کے حل کے لیے پورے خلوص سے کوشاں رہے۔ بالآخر انہی کی کاوشوں سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں شہباز شریف صاحب کی طرف سے ہمیں مسلم لیگ (ن) کے لیٹر پیڈ پر حسب وضاحتی تحریر موصول ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چکوال سے بذریعہ بیگم عفت لیاقت صاحبہ تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے چار نکاتی تحفظات لے کر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے مرکزی دفتر لاہور پہنچیں۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ان کا سدباب کیا جائے گا، آئندہ وطن عزیز پاکستان کی سالمیت اور تعمیر و ترقی کے لیے تحریک خدام اہل سنت کی تجاویز کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

خیر اندیش

میاں شہباز شریف

صدر پاکستان مسلم لیگ (ن)

مقامی امیدواران سے تحریری معاہدہ

چنانچہ میاں شہباز شریف کے خط کے آنے کے بعد مقامی امیدواران سے ہمارا حسبِ ذیل معاہدہ ہوا۔

ہم امیدواران برائے قومی الیکشن ۲۰۱۸ء میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ایسے میں تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کی حمایت اور تحریک کے امیر حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر کی دعائیں اور سرپرستی ملنے کے بعد ہمیں حوصلہ ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ محبت و اعتماد کا رشتہ سلامت رکھیں۔ تحریک خدام اہل سنت کو پارٹی اور ہم سے بعض شکایت تھیں۔ چنانچہ پارٹی تحفظات کی بابت میاں محمد نواز شریف صدر پاکستان مسلم لیگ نے وضاحت کر دی ہے۔ جہاں تک ہمارے متعلق شکایات کا تعلق ہے تو ہم ان شاء اللہ العزیز اپنی کوتاہیوں پر معذرت کرتے ہوئے عزم رکھتے ہیں کہ آئندہ ان کا اعادہ نہ کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔ تحریک خدام اہل سنت جس خلوص اور مثبت طریقے سے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کر رہی ہے یہ نہ صرف معاشرہ کی اولین ضرورت بلکہ ہم سب کی طرف سے فرضِ کفایہ ہے۔ تحریک کی مذہبی سرگرمیوں اور روایات کو سراہتے ہوئے اس کی ہراول صف میں کھڑے ہونے کو اپنی سعادت خیال کرتے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ العزیز قومی و صوبائی اسمبلیوں میں پہنچ کر نہ صرف علاقائی خدمت کے لیے آواز بلند کرتے رہیں گے اور ہر ممکنہ نتائج عوام تک پہنچائیں گے۔

۱۔ میجر طاہر اقبال امیدوار برائے حلقہ NA.64

۲- چوہدری سلطان علی حیدر امیدوار برائے حلقہ pp.21

۳- ملک تنویر اسلمی سیٹھی امیدوار برائے حلقہ pp.22

۴- ملک فیض محمد ٹمن ، امیدوار برائے حلقہ NA.65

۵- ملک شہریار امیدوار برائے حلقہ PP.24

۶- کرنل محمد مشاق ، امیدوار برائے حلقہ PP-23

اختتامی کلمات سے قبل ایک نظر ملکی سیاست میں سرگرم دوسری بڑی جماعت کے حوالہ سے بھی مختصر جائزہ سامنے رکھ لیں تا کہ تقابلی غور وفکر کے بعد ہمارے فیصلہ کے عوام آپ بخوبی سمجھ سکیں۔

پاکستان تحریک انصاف کی حالت زار

۲۰۱۸ء کے انتخابی دنگل میں دوسری بڑی پارٹی پاکستان تحریک انصاف ہے۔نوجوانوں کا جوش و جنون اور توقعات بھی اس سے وابستہ ہیں اور نادیدہ سہولت کار اس کے لئے راہ بھی ہموار کر رہے ہیں۔ تاہم تحریک انصاف اپنی پالیسیوں کے اعتبار سے تضادات اور بے شمار یوٹرنز کا شکار ہے۔جن روایتی سیاستدانوں کو وہ ملکی ترقی میں رکاوٹ خیال کرتے تھے۔آج ان کے پہلو میں بیٹھے نئے پاکستان کا خواب دکھا رہے ہیں۔۔۔ حیرت انگیز بات تو یہ بھی ہے کہ ماضی میں عمران خان صاحب کے بقول (پنجاب کا سب بڑا ڈاکو) آج تلہ گنگ **NA.65** پر ان کی پارٹی کا حمایت یافتہ امیدوار ہے اور جسے کل خان صاحب اپنا (چپڑاسی) رکھنا بھی گوارہ نہ کرتے تھے اور دعا گو رہتے تھے کہ اللہ انہیں ان جیسا سیاستدان نہ بنائے آج راولپنڈی میں ان کی جماعت کی طرف سے دو حلقوں کا امیدوار ہے۔مزید تضادات کا ذکر کریں تو یہ قصہ طوالت پکڑ جائے گا لہٰذا اسے کسی اور وقت پر اٹھا رکھتے ہیں۔۔۔ریحام خان کے الزامات اور محترمہ بشریٰ بی بی سے عدت میں نکاح کی بحث کو ہم اخلاقی طور پر درست نہ سمجھتے ہوئے ان کی پارٹی کی طرف سے تقسیم ہونے والے ایک پمفلٹ کی طرف آپ کی توجہ دلاتے ہیں جس میں درج تحریک انصاف کے انتخابی منشور کی شقیں حسب ذیل ہیں:

1-ہمارا منشور دو نہیں ایک پاکستان

2- کچرے سے پاک کراچی

3-پانی مکمل فراہمی

4-نئی یونیورسٹیز کا قیام

5۔ نئے اسپتالوں کی تعمیر

6۔ احمدی، اسماعیلی، ہندو اور کرسچن کمیونیٹیز کے شہری حقوق کا تحفظ

لیجئے! ایک خدشہ کی بنیاد پر ہم مسلم لیگ ن سے وضاحت طلب کر رہے تھے کہ وہ قادیانیوں کے حوالہ سے اپنا وضاحتی موقف سامنے لائے۔ یہاں تو احمدیوں کے حقوق کا تحفظ خان صاحب کے منشور میں شامل ہے۔۔ کیا پاکستانی مسلمان اتنے بھولے ہیں جو نہ سمجھ سکیں کہ احمدی اپنا کون سا حق ہم سے چاہتے ہیں؟؟؟ جی نہیں۔۔۔۔ انہیں خود کو مسلمان کہلوانے کا حق واپس چاہئے اور وہ ان شاء اللہ قیامت کی صبح تک نہیں مل سکتا۔۔

تحریک انصاف کے اسد عمر کی طرف سے مرزائیوں کو پارٹی ٹکٹ کی فراہمی کی امید اور لاہور ہائی کورٹ کا عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے بدقسمت ترمیم کا ذمہ دار ن لیگی انوشہ رحمٰن کے ساتھ تحریک انصاف کے شفقت محمود کو قرار دینا بھی یقیناً اسی منشور کے مطابق ہوگا جو نئے پاکستان کے آرزومند گلی کوچوں میں بانٹ رہے ہیں۔۔۔

ایسے میں ہمارے لئے مسلم لیگ (ن) کے بجائے اپنا جماعتی ووٹ بنک پی۔ ٹی۔ آئی کے پلڑے میں ڈالنے کا جواز بھی باقی نہیں رہتا۔

محترم قارئین و جماعتی احباب! تحریک خدام اہل سنت نے حالیہ الیکشن کے متعلق حمایتی فیصلے تک پہنچنے کے لیے انتہائی طویل وقت مشاورت میں صَرف کیا۔ اپنے مذہبی تحفظات کو مقدم رکھا اور علاقائی عوامی مفادات کے متعلق انتہائی حساسیت کا مظاہرہ کیا۔ خاص طور پر آخری تین، چار دن ہم مسلسل مذاکرات کے مراحل سے گزرے اور اپنے جماعتی تشخص اور بھرم کو بال برابر بھی کمزور نہ ہونے دیا۔

ہمیں امید ہے کہ تحریک خدام اہل سنت سے وابستہ احباب اپنے جماعتی فیصلے کو ہمیشہ کی طرح دل و جان سے قبول کرتے ہوئے اپنی ذاتی ترجیحات و شکایات سے صرف نظر کریں گے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے تمام ضلعی امیدواران سمیت ملک بھر میں جملہ نمائندگان کو بھرپور سپورٹ کریں گے۔ خدا تعالیٰ تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے اس فیصلے کی توقیر کو سلامت رکھے۔ اور ماضی کی شاندار روایات کے موافق ملک وملت کی تعمیر وترقی میں بھرپور کردار ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وطن عزیز پاکستان کو امن و استحکام اور نظام خلافت راشدہ نصیب ہو۔ آمین یارب العالمین۔

نجوم ہدایت

عظمتِ خلفائے راشدینؓ

قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی خُلَفَاءِ ہِ الرَّاشِدِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

مولانا حالی مرحوم نے جماعتِ رسول ﷺ یعنی (صحابہ کرام) کی دینی رفعتوں) کا حال حسب ذیل اشعار میں کیا خوب بیان کیا ہے۔

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی
خدا اور نبی کے وفادار بندے یتیموں کے رانڈوں کے غم خوار بندے
جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے
اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا تو بالکل مدار ان کا اخلاص پر تھا

صدیقؓ اور فاروقؓ ولیم میور کی نظر میں

مشہور مستشرق سر ولیم میور نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے متعلق لکھا ہے کہ: آپ کا عہد مختصر تھا مگر رسول اللہ ﷺ کے بعد اور کوئی ایسا نہیں ہوا جس کا اسلام کو ان سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہیے۔ چونکہ ابوبکرؓ کے دل میں رسول اکرم (ﷺ) کا اعتقاد نہایت راسخ طور پر متمکن تھا اور یہی عقیدہ خود رسولِ اکرم (ﷺ) کے خلوص اور سچائی کی زبردست شہادت ہے لہٰذا میں نے آپ کی حیات وصفات کے تذکرہ کے لیے کچھ جگہ زیادہ وقف کی ہے۔ اگر حضرت محمد (ﷺ) کو ابتدا سے اپنے کذّاب ہونے کا یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسے شخص کو عقیدت مند اور دوست نہ بنا سکتے جو نہ صرف دانا و ہوشمند تھا بلکہ سادہ مزاج اور صفائی پسند بھی تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نفسانی عظمت وشوکت کا

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کبھی خیال نہیں آیا۔ انہیں شاہانہ اقتدار حاصل تھا اور وہ بالکل خود مختار تھے مگر وہ اس طاقت واقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور کافۂ انام کے فائدہ پہنچانے کی خاطر عمل میں لایا کیے۔ ان کی ہوشمندی اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالیں اور وہ خود ایسے متدین تھے کہ کسی کو دھوکا نہ دے سکتے تھے۔ (کتاب لائف آف محمد)

② حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ: ۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ کو عمر رضی اللہ عنہ نے ساڑھے دس سال کے عہد حکومت کے بعد انتقال فرمایا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سلطنت اسلام میں سب سے بڑے شخص عمر رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ یہ انہیں کی دانائی و استقلال کا ثمرہ تھا کہ ان دس سال کے عرصہ میں شام مصر اور فارس کے علاقے جن میں اس وقت سے اسلام کا قبضہ رہا ہے تسخیر ہوگئے۔ ابوبکرؓ نے مشرک اقوام کو مغلوب تو کر لیا تھا لیکن ان کے عہد میں افواج اسلام صرف شام کی سرحد تک ہی پہنچی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ جب مسندِ خلافت پر بیٹھے تو اس وقت ان کے قبضہ میں صرف عرب تھا مگر جب آپ نے انتقال فرمایا تو آپ ایک بڑی سلطنت کے خلیفہ تھے۔ جو فارس، مصر، شام جیسی سلطنتوں کے بعض نہایت زرخیز اور دلکشا صوبوں پر مشتمل تھی مگر باوجود ایسی عظیم الشان سلطنت کے فرمانروا ہونے کے آپ کو کبھی اپنی فراست اور قوت فیصلہ کی متانت کی میزان میں پاسنگ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ آپ نے سردار عرب کے سادہ اور معمولی لقب سے کسی زیادہ عظیم انسانی لقب سے اپنے آپ کو ملقب نہیں کیا۔ دُور دراز صوبوں سے لوگ آتے اور مسجد نبوی کے صحن کے چاروں طرف نظر دوڑا کر استفسار کرتے کہ خلیفہ کہاں ہیں حالانکہ شہنشاہ سادہ لباس میں ان کے سامنے بیٹھے ہوتے تھے۔'' (ایضاً لائف آف محمدؐ)۔

مورّخ گبن اور خلفائے اربعہؓ

مشہور عیسائی مورّخ مسٹر گبن اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

''پہلے چاروں خلیفوں کے اطوار یکساں صاف اور ضرب المثل تھے۔ ان کی سرگرمی اور دلدہی اخلاص کے ساتھ تھی اور ثروت واختیار پا کر بھی انہوں نے اپنی عمریں ادائے فرائض اخلاقی و مذہبی میں صرف کیں۔ پس یہی لوگ محمد کے ابتدائی جلسہ کے شریک تھے جو پیشتر اس کے کہ اس نے اقتدار حاصل کیا یعنی تلوار پکڑی اس کے جانبدار ہوگئے یعنی ایسے وقت میں کہ وہ ہدف آزار ہوا اور جان بچا کر اپنے ملک سے چلا گیا۔ ان کے اوّل ہی اوّل تبدیل مذہب کرنے سے ان کی سچائی ثابت ہوتی ہے اور دنیا کی سلطنتوں کے فتح کرنے سے ان کی

لیاقت کی قوت معلوم ہوتی ہے......اس صورت میں کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ایسے شخصوں نے ایذائیں سہیں اور اپنے ملک سے جلاوطنی گوارا کی اور اس سرگرمی سے اس کے پابند ہوئے اور یہ سب امور ایک ایسے شخص کی خاطر ہوئے ہوں جس میں ہر طرح کی برائیاں ہوں اور اس سلسلہ فریب اور سخت عیاری کے لیے ہوں جو ان کی تربیت کے خلاف ہو اور ان کی ابتدائی زندگی کے تعصبات کے بھی مخالف ہو۔اس پر یقین نہیں ہوسکتا''۔

احادیث میں خلفائے اربعہ کی عظمت

قرآن مجید کی آیت تمکین واستخلاف کی بنا پر جس طرح خلفائے اربعہ کی موعودہ خلافت اور ان کی مخصوص شرعی عظمتوں کا ثبوت ملتا ہے اسی طرح احادیث نبویہ سے بھی ان کی امتیازی خصوصیات ثابت ہوتی ہیں مثلاً: (۱) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العلمین سوی النبین والمرسلین واختارلی منھم اربعۃ ابوبکر و عمر و عثمان و علیا فجعلھم خیر اصحابی وفی اصحابی کلھم خیر۔ (الشفاء لتعریفِ حقوق المصطفٰی للقاضی عیاض محدث جلد دوم، ص ۱۱۹)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ نے سوائے انبیاء اور مرسلین کے میرے اصحاب کو تمام جہانوں میں سے پسند کرلیا ہے اور پھر ان میں سے میرے لیے ان چار کو چن لیا ہے۔ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم۔ان چار کو میرے اصحاب میں سے بہتر بنایا ہے اور میرے تمام اصحاب میں خیر و بھلائی پائی جاتی ہے۔''

(۲) کتاب حدیث مستدرک حاکم میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''جب نبی ﷺ نے مسجد (اقدس) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپ نے ایک پتھر رکھا۔پھر آپ نے فرمایا: میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر ابوبکرؓ رکھیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عمر رضی اللہ عنہ رکھیں۔پھر آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عثمان رضی اللہ عنہ رکھیں۔پھر اس کے بعد فرمایا کہ: **ھؤلاء الخلفاء بعدی** (یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہیں)۔(ازالۃ الخفاء مترجم اردو جلد اوّل ص ۱۱۱)۔

(۳) عن علی رضی اللہ عنہ ماخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتیٰ عھد الی ان ابوبکرؓ یلی الامر بعدہ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم الی فلا یجتمع علی۔

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف نہیں لے

گئے یہاں تک کہ آپ نے مجھے خبر دیدی کہ آپ کے بعد ابوبکرؓ اسلام کے والی ہوں گے پھر عمرؓ پھر عثمانؓ۔ پھر میری طرف رجوع کیا جائے گا مگر میرے اوپر لوگوں کا اتفاق نہ ہوگا۔'' (ایضاً ازالۃ الخفاء ص ۱۱۸)

④ پھر ان چار خلفاء میں سے رسول اکرم ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ پہلے دو خلیفوں کی اتباع کا حکم دیا ہے چنانچہ حدیث میں ہے:

عن حذیفۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ (ترمذی شریف)

ترجمہ: ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ میرا رہنا تم میں کس قدر ہے لہٰذا میرے بعد تم ان کی اقتدار کرنا جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ۔''

⑤ اور پھر ان دونوں میں سے حضرت خاتم النبیین ﷺ نے امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان بیان فرمائی ہے۔

(ا) عن ابن عمرؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبِی فی الغار وصاحبِی علی الحوض (مشکوٰۃ شریف)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) ابوبکر سے فرمایا۔ تو میرا غار کا بھی ساتھی ہے اور (آخرت میں) حوض پر بھی ساتھی ہوگا۔''

(ب) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ کے مزار کے بھی ساتھی ہیں اور قیامت میں یہ دونوں یار حضور رحمت للعلمین ﷺ کے ساتھ روضہ مقدسہ سے ظاہر ہوں گے چنانچہ فرمایا:

ان اوّل من تَنْشَقُّ عنه الارض یوم القیمه ثم ابوبکر ثم عمر الخ (مشکوٰۃ شریف و وجمع الفوائد جلد ثانی)

ترجمہ: ''سب سے پہلے میری زمین (قبر) قیامت کے دن کھلے گی پھر ابوبکرؓ اور پھر عمرؓ کی۔''

(ج) آسمان سے نازل ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فیمکث خمسًا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمرؓ (مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الفتن۔ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)۔

ترجمہ: ''پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے نازل ہونے کے بعد) پینتالیس سال (زمین پر)

ٹھیریں گے۔ پھر آپ پر موت واقع ہوگی۔ پھر آپ میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے پس (قیامت کے دن) میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک ہی قبر یعنی مقبرہ میں کھڑے ہوں گے۔''

یار غار(۱) کا قرآنی لقب

احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام اہل ایمان کو اصحابی (میرے اصحاب) کے لقب سے مشرف فرمایا ہے جو بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار اور صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں لیکن یہ خصوصی شرف تمام اصحاب میں سے صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کو صاحب رسول ہونے کا عظیم لقب عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ(۲) لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبة ۴۰)

ترجمہ: ''دو میں سے دوسرے تھے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے یار ورفیق سے فرما رہے تھے کہ تو (میرا) غم نہ کر۔ یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

''رفیقِ غار ابوبکر صدیق ہیں۔ ہجرت میں فقط یہی تھے حضرتؑ کے ساتھ اور اصحاب بعضے پہلے نکل گئے تھے بعضے پیچھے نکل آئے۔ (موضح القرآن)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قطعی وحی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب رسول فرما کر آپ کے یار جانثار اور صاحب صدق وصفا ہونے کی خصوصیت سند عطا کر دی ہے۔ کیونکہ کفار قریش کی شر سے محفوظ رہنے کے لیے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن خداوندی رات کی تاریکی میں ہجرت فرمائی اور اس سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا رفیق سفر بنایا اور پھر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک

۱- فیروز اللغات میں ہے: یار غار، غار کا دوست، پکا دوست۔

(نوٹ) صحابہ اور اصحاب، صاحب اور صحابی کی جمع ہے۔

۱- صاحب رسول سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست اور یار ہونا ہے چنانچہ فیروز اللغات میں ہے صاحب بمعنی وزیر دیار۔

۲- فرہنگ آصفیہ جلد سوم میں ہے۔ صاحب۔ یار۔ دوست۔ ساتھی۔

۳- فرہنگ آصفیہ میں ہے: چار یار۔ رسول مقبول کے چار مصاحب یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

کے زخمی ہونے پر اس عاشق جانثار رضی اللہ عنہ نے محبوب خدا ﷺ کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر پہاڑی کا دشوار گذار راستہ طے کر کے غار ثور تک پہنچایا۔ پھر نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر دونوں اس غار میں تین دن رات قیام پذیر رہے تو ان صحیح حالات و واقعات اور نص قرآنی اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ کے ثبوت کے بعد کوئی اہل ایمان بلکہ کوئی اہل عقل و انصاف شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکرؓ کی یہ خصوصی رفاقت و معیت محض دنیوی اعتبار سے تھی جیسا کہ بسا اوقات دو اجنبی آدمی بھی ہمسفر ہو جایا کرتے ہیں بلکہ لِصَاحِبِہٖ کے قرآنی الفاظ اس امر کی قطعی دلیل ہیں کہ رب العالمین کے نزدیک رحمت للعالمین کا یہ رفیق سفر تمام اصحاب رسول ﷺ سے صاحب اور یار رسول ہونے میں افضل و اعلیٰ شان رکھتے ہیں اور جب کفار قریش کا خطرہ لاحق ہونے پر اس یار جانثار کو محبوب اعظم ﷺ کے متعلق اپنے قلب صدق و صفا میں ایک گونہ غم لاحق ہوا تو خود رحمت للعالمین ﷺ نے آپ کو لَا تَحْزَنْ فرما کر تسلی دی اور اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کے الفاظ سے معیت و رحمت خداوندی کی عظیم بشارت سُنا دی۔

حضرت صدیق اکبر کے صاحب رسول اور یار ہونے کی حق تعالیٰ نے اتنی مقبولیت عامہ عطا فرمائی کہ بطور محاورہ یار غار کا اطلاق ایسے رفیق و دوست پر کیا جاتا ہے جس کی دوستی نہایت خلوص و محبت پر مبنی ہوتی ہے۔ بہرحال یارِ غار اور پھر یار مزار ہونا ان خصوصیات صدیقی میں سے ہے جو قیامت تک اہل ایمان کے لیے مرکز عقیدت بنی رہے گی۔ شاعر ملت اقبال مرحوم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیت کا حسبِ ذیل اشعار میں کیا خوب تذکرہ کیا ہے۔

آں امن الناس بر مولائے ما — آں کلیم اوّل سینائے ما

ہمت او کشت ملت راچوں ابر — ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

(رموز بیخودی)

حق چار یارؓ

چونکہ قرآن کی موعودہ خلافت کا مصداق بوجہ مہاجرین اوّلین میں ہونے کے یہی خلفائے اربعہ ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ اس لیے ان کو خصوصیت کے طور پر چار یار کہا جاتا ہے اور یہ اصطلاح امت میں صدیوں سے جاری ہے۔ دینی مدارس میں جو صدیوں سے فارسی نصاب پڑھایا جاتا ہے ان میں بھی چار یار کی اصطلاح

مذکور ہے۔ اور قبل ازیں عموماً سنی مساجد میں چار یار کی نشاندہی کے لیے حسب ذیل شعر لکھا جاتا تھا:

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

صدیوں پہلے سلاطین اسلام اپنے شاہی سکوں میں چار یار کے نام کندہ کرادیتے تھے۔ چنانچہ صفدر حیات صاحب صفدر نے اپنی کتاب ''عہد مغلیہ مع دستاویزات'' میں باب شیر شاہ سوری کا انتظام سلطنت کے تحت لکھا ہے کہ: سکوں پر دو قسم کی زبان میں الفاظ کندہ ہوتے ہیں۔ ایک طرف فارسی اور دیوناگری رسم الخط میں بادشاہ کا نام۔ سن اور ٹکسال کا نام ہوتا تھا۔ دوسری طرف درمیان میں کلمہ ہوتا تھا۔ سنی العقیدہ ہونے کے باعث چاروں طرف خلفائے راشدین کے نام کندہ ہوتے تھے۔'' (ص ۲۵۳)۔

اور آج بھی بعض ایسے سکے دستیاب ہوئے ہیں جنکے ایک طرف شاہجہان بادشاہ غازی لکھا ہے اور دوسری طرف درمیان میں لا الہ ال اللہ محمد رسول اللہ۔ اور کلمہ طیبہ کے چاروں طرف ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ لکھا ہوا ہے۔

ایک دوسرے سکے پر جلال الدین اکبر بادشاہ غازی لکھا ہے اور دوسری طرف کلمہ طیبہ اور چار یار کے نام ہیں۔ اس سکہ پر ۹۱۱ھ لکھا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں تانبے کے ایسے سکے کئی احباب کے پاس ہیں جن میں مدینہ منورہ لکھا ہوا ہے اور دوسری طرف کلمہ طیبہ اور اس کے چاروں طرف خلفائے راشدین کے نام لکھے ہیں۔ ان سکوں پر سن ہجری مرقوم نہیں ہے بہرحال مختلف زمانوں کے ان سکوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم سلاطین اپنا ملی اور شرعی فریضہ سمجھتے تھے کہ وہ قادر مطلق کے عطا کردہ عارضی اقتدار کے ذریعہ اسلام کے اصل الاصول یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تحفظ کریں اور ان چار خلفائے راشدین کی شرعی عظمت کا تحفظ بھی کریں جو کلمہ اسلام کے علمبردار تھے اور جنہیں حق تعالیٰ نے اپنے وعدہ قرآنی کے مطابق ایک مثالی اور معیاری خلافت نبوت (یعنی خلافت راشدہ) عطا فرمائی تھی۔

نظام خلافت راشدہ کو رب العالمین نے حضور رحمت للعالمین ﷺ کے منصب ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قائم فرمایا تھا اور آج چونکہ خلفائے راشدین کے انکار کا فتنہ اہل السنّت والجماعت کی عموماً

غفلت کی وجہ سے بڑھ رہا ہے خواہ وہ خلفائے ثلثہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے انکار اور تنقید کی صورت میں ہو یا چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انکار واستخفاف کی شکل میں، بہرحال فتنہ فتنہ ہے اس لیے حسب حال بہت ضروری ہے کہ تحریر وتقریر وغیرہ ہر طریق سے خلافت راشدہ اور حق چار یار کے اعلانِ حق کو ملک کے گوشے گوشے میں پھیلا کر سُنّی مذہب کی حقانیت واضح کی جائے سُنّی مسلمانوں کی تابناک ماضی سے غافل مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے یہی ایک راستہ اسلام حقیقی کے احیاء واستحکام اور شوکت وغلبہ کا ہے اور یہی وہ راستہ ہے جس کی نشاندہی خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معجزانہ ارشادات مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ اور علیکم بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ الْخلفاء الراشدین میں فرمائی ہے۔ یہی راہِ جنت ہے اور یہی وہ صراط مستقیم ہے جس کی ہدایت خود نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والی اپنی امت کو دی ہے۔

سُنّی مسلمان رسول کریمؐ کے بعد اصحاب کرام اور خلفائے راشدینؓ کو معیارِ حق قرار دیتا ہے۔

سُنّی مسلمان تمام فقہائے اسلام اور مجتہدین امت خصوصاً امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ۔ حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کو محسنین امت تسلیم کرتا ہے۔ جنہوں نے خداداد دینی فہم اور علمی بصیرت سے امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔

سُنّی مسلمان تمام اولیائے امت خصوصاً حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت سید معین الدین چشتی اجمیری، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہم اللہ کے روحانی فیوضات اور دینی عظمتوں کا معتقد ہے۔

سُنّی مسلمان مصلحین ومجددین امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے اصلاحی اور تجدیدی کارناموں کا مبلغ اور محافظ ہے۔

سُنّی مسلمان ہر اس تحریک اور جماعت کو امت کے لیے عظیم فتنہ قرار دیتا ہے جو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ، خلفائے راشدین، امہات المومنین (یعنی ازواج مطہرات) اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتی ہے اور ان حضرات مقبولین بارگاہ خداوندی ومحبوبین بارگاہ خداوندی ومحبوبین بارگاہ رسالت کی دینی عظمتوں کو مجروح کرتے ہوئے امت مسلمہ میں تفرقہ اور انتشار پیدا کر کے اسلامِ حقیقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہے اور جنت کی راہ سے ہٹا کر جہنم کے راستوں کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرتی ہے۔

چراغِ ہدایت

ارشادات و کمالات

ماخوذ از مکتوبات	عنوان و ترتیب
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اگر آمدنی کا غالب حصہ حرام کا ہے تو اس کا استعمال کسی شکل میں جائز نہیں

جن لوگوں کی آمدنی سب کی سب یا اکثر اور غالب حصہ حرام کا ہے اور یقیناً معلوم ہے تو ائمہ، مؤذنین وغیرہ کو ان کا دیا ہوا چندہ یا ان کی دی ہوئی تنخواہ اور کھانا وغیرہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر آمدنی کا اکثر حصہ حلال ہے مگر حرام کے ساتھ مخلوط ہو گیا یا علم نہیں ہے تو جائز ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۸۳)

شرعی لباس کی کوئی وضع متعین نہیں ہے

مردوں کے لیے شرعی لباس کی کوئی وضع قطع متعین نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ کشف عورت نہ ہو (یعنی ناف سے لے کر گھٹنے تک کا کھلنا) اگر یہ حصہ کل یا بعض کسی لباس میں کھلتا ہے تو ناجائز ہوگا۔ جیسے دھوتی اور ایسا لباس جو کسی غیر مسلم قوم کا مخصوص ہو اور اس کے پہننے سے اس قوم کا تشبہ ہوتا ہو تو وہ بھی ہرام ہے۔ اسی طرح مردوں کا لباس عورتوں کو پہننا حرام ہے۔ اسی طریقہ سے ایسا پانجامہ یا لنگی پہننی جس سے ٹخنہ ڈھک جائے، وہ حرام ہے۔ اسی طرح سے ایسا لباس جس کو متکبرانہ طریقہ پر استعمال کیا جائے، جس سے غرباء کی توہین و تذلیل اور اپنی بڑائی مقصود ہو، ایسے ہی وہ لباس جس کی طہارت میں شبہ ہو یا عام عدم طہارت کا یقین ہو، کسی متبع شریعت اور نمازی کو جب تک کہ اس کو پاک نہ کر لیا جائے یا اس کی پاکی کا ظن غالب نہ ہو جائے۔ اس کو استعمال نہ کرنا چاہیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۸۴)

عورتوں کا لباس کیسا ہونا چاہیے

عورتوں کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے جس میں ان کے جسم کا وہ حصہ ظاہر ہونے لگے جو کہ نہ کھلنا چاہیے۔ جس کی تفصیل کتب فقہ میں باعتبار نماز اور ہے اور باعتبار خارج نماز (اجنبیوں، ذی رحم محرم،

دیگر رشتہ داروں سے) اور ہے۔ اسی طرح ایسا لباس نہیں ہونا چاہیے جس میں مردوں کی مشابہت ہوتی ہو اور ایسا لباس بھی نہیں ہونا چاہیے جس میں کفار عورتوں کی مشابہت ہوتی ہو اور اتنا باریک بھی نہ ہونا چاہیے جس سے نیچے کا بدن نظر آتا ہو اور اتنا چست بھی نہ ہو جس میں بدن کی اندرونی کیفیت نظر آنے لگے۔ اسی طرح سے چوڑی دار پائجامہ اگر ڈھیلا ڈھالا ہو تو جائز ہے۔ قمیص کا بھی حکم یہی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۸۵)

ذی رحم محرم عورتوں کے ساتھ کھانا، مصافحہ دست بوسی جائز ہے

ہر ذی رحم محرم عورت جس کے ساتھ نکاح حرام ہے اس کے ساتھ کھانا کھا سکتے ہیں اسی طرح غیر مشتہات لڑکی کے ساتھ بھی کھانا کھا سکتے ہیں، اگر چہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہو، چچا زاد بہن، ماموں زاد بہن، خالہ زاد بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اس لیے اُس کے ساتھ وہ معاملہ نہیں کیا جا سکتا جو ذی رحم محرم کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہی حال مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ کا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۸۵)

عورت امام کی اقتدار کر سکتی ہے

نماز میں امام کی اقتداء ہر عورت (خواہ اجنبی ہو یا رشتہ دار، ذی رحم محرم ہو یا جائز النکاح) کر سکتی ہے۔ نماز دونوں کی صحیح ہوگی۔ ہاں تنہا ہونے کی حالت میں عورت کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا ہوگا۔ یعنی اگر تنہا وہی مقتدی ہو تو مردوں کی طرح امام کے داہنے نہیں کھڑی ہو سکتی۔ اگر چہ اپنی ماں ہی کیوں نہ ہو۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۸۵)

نماز میں عورت کو اپنے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے

نماز میں عورت کو اپنے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے، بجز چہرہ، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے، اگر نماز میں کسی عضو کا چوتھائی حصہ اتنی دیر تک کھلا رہے گا۔ جتنی دیر میں وہ کوئی فریضہ نماز ادا کرتی تو نماز باطل ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر سر کے بالوں کا چوتھائی حصہ یا گردن یا بانہہ کا چوتھائی حصہ کھل جائے گا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ خواہ یہ کھلنا گھر میں ہو یا باہر، اندھیرے میں ہو یا روشنی میں، کوئی دیکھے یا نہ دیکھے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۸۶)

عورت کے تمام اعضاء خاوند کو دیکھنا جائز ہے

عورت کے تمام اعضاء خاوند کے لیے دیکھنا جائز ہے، کسی حصہ جسم کو اس سے چھپانا ضروری

نہیں۔اسی طرح مرد کا تمام جسم بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔(مکتوبات شیخ الاسلام، ج۴،ص ۸۶)

عورت کا سر، بال، گردن، بانہہ وغیرہ کا کھولنا کس کے سامنے جائز ہے؟

ایسا رشتہ دار جس سے نکاح جائز نہیں ہے، جیسے باپ، حقیقی بھائی، علاتی بھائی، اخیافی بھائی، چچا، ماموں، بیٹا، داماد وغیرہ سے پیٹ، پیٹھ، ناف سے گھٹنے تک کا جسم چھپانا فرض ہے۔ البتہ سر، بال، گردن، بانہہ، وغیرہ ان کے سامنے کھولے جاسکتے ہیں۔(مکتوبات شیخ الاسلام، ۸۷)

جن لوگوں سے نکاح جائز ہے ان سے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے

جن لوگوں سے نکاح جائز ہے، خواہ رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار، ان سے تمام جسم کا چھپانا، خواہ چہرہ ہو یا ہاتھ یا سر کے بال وغیرہ بالخصوص جب کہ فتنہ کا خوف ہو، البتہ بوقت ضرورت بمقدار ضرورت اجنبی کے سامنے بدن کھولا جاسکتا ہے۔ جیسے بیمار کو حکیم یا طبیب کو نبض دکھانا، درد اور زخم کی جگہ کا کھولنا، قاضی اور گواہ کے سامنے چہرہ کھولنا، یا خرید وفروخت کی ضرورت کے لیے جبکہ اس کے پاس کوئی کام کرنے والا نہ ہو تو ہاتھ سے لین دین کرنا وغیرہ۔(مکتوبات شیخ الاسلام، ج۴،ص ۸۷)

عورتوں سے مصافحہ اور دست بوسی کا حکم

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان سے مصافحہ اور دست بوسی کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ شہوت نہ ہو۔(مکتوبات شیخ الاسلام، ج۴،ص ۸۷)

اگر نماز میں سب ذی رحم محرم عورتیں ہیں تو امام کے درمیان پردہ کی ضرورت نہیں ہے

اگر نماز میں تمام عورتیں ذی رحم محرم ہوں تو امام کے درمیان پردہ کی ضرورت نہیں لیکن اگر بعض عورتیں ایسی بھی ہیں جن سے یہ تعلق نہیں ہے تو پھر ان میں اور امام میں پردہ کا ہونا ضروری ہے۔(مکتوبات شیخ الاسلام، ج۴،ص ۸۷)

عورت کے لیے افضل یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھے

عورت مسجد میں جا کر نماز باجماعت پڑھ سکتی ہے۔ سب سے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ مگر افضل اور بہتر یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھے اور جس قدر پردہ داری کے ساتھ پڑھے گی اسی قدر افضل ہوگی۔(مکتوبات شیخ الاسلام، ج۴،ص ۸۷)

ابطالِ باطل　قسط ۵۶

ماہ نامہ ''افکارِ العارف'' لاہور کے جواب میں

تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

''تقیہ'' کے حوالہ سے ہمارے مخاطب موصوف جناب جوادی صاحب نے اپنے گذشتہ سے پیوستہ ماہ کے مضمون میں جتنی کچھ تلبیس کی تھی، ہم نے اس سے نقاب کشائی کر دی ہے، مگر امامیوں کا مزاج یہ ہے کہ جب تک نقاب نوچا نہ جائے، تب تک بدستور یہ حسبِ فطرت جھوٹ پہ جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں۔ اصول یہ ہے کہ سوال چھوٹا ہوتا ہے مگر اس کا جواب لمبا ہوتا ہے۔ خصوصاً جب سوال علم و صداقت سے کوسوں دور ہو، تو اس کی وضاحت میں بحث کا طول پکڑ لینا ایک امر غیر اختیاری ہے۔ چنانچہ اسی اصول اور مجبوری کے پیشِ نظر اگر چہ ہم نے ''تقیہ'' کے عنوان پر تفصیلی جواب گذشتہ شمارہ میں پیش کر دیا تھا لیکن اس کے چند مزید پہلو بھی اگر سپر دِ قلم و قرطاس ہو جائیں تو تلبیسات کے اندھیرے چھٹنے میں دیر نہیں لگے گی اور ہمارے قارئین کی طبعِ نازک پہ یہ طوالت گراں نہیں ہوگی۔

امام ترجمان نے پندرہ روزہ ''الفاروق'' چوکیرہ کی بعض عبارات میں اپنے مذہبی منشور کے پیش نظر قطع و بُرید کر کے مولانا علامہ احمد شاہ چوکیروی رحمہ اللہ پہ یہ الزام دیا تھا کہ ان کے ہاں لفظِ ''تقیہ'' اہل تشیع اور اہل سنت میں ایک ہی مفہوم کا حامل ہے اور یہ کہ ''تقیہ'' کو جھوٹ قرار دینا خدام اہل سنت کی ایجاد ہے۔ موصوف یہ سطور لکھتے ہوئے بھی تقیہ کر گئے، کیونکہ ایسے ہی مواقع کے لیے تو یہ بطور ڈھال کام آتا ہے بلکہ چھٹے امام معصوم (بزعم امامیہ) حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے منسوب ایک روایت بھی ایجاد کر ڈالی گئی، جسے علامہ محمد بن یعقوب کلینی نے ''اُصول کافی'' جلد دوم، صفحہ نمبر ۲۲۸ کے ''بابُ التقیہ'' میں درج کیا ہے کہ **''قال الصادق علیہ السلام، کان ابی علیہ السلام یقول، وای شیء اقرا لعینی من التقیۃ، ان التقیۃ جُنۃ المومن''** امام جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے والد گرامی امام محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ تقیہ کی مانند کوئی چیز میری آنکھوں کو روشن نہیں کرتی، اس لیے کہ تقیہ مومن کی ڈھال ہے''۔

واقعی، جوادی صاحب جیسے ''مومن'' جب یہ ڈھال اٹھا کر نکلتے ہیں تو زمانے کے سارے جدید وقدیم اکاذیب اس ڈھال کے نیچے چھپ جاتے ہیں مگر ان کی کم نصیبی کا کیا کیجئے کہ اہل سنت کے وزنی دلائل کی جب بوچھاڑ ہوتی ہے تو ڈھال کے پرخچے اڑ جاتے ہیں اور اور ڈھال والے نڈھال ہو کر اس بُری طرح گرتے ہیں کہ سوائے ذاتیات پہ الزام تراشی کے انہیں کوئی معقول جواب نہیں سوجھتا۔ تاہم یہ ماتم، آہ وفُغاں اور گریہ وزاری خود انہی کی علمی شکست کی چغلی کھا رہی ہے۔

قارئین کرام! دیگر نزاعی مسائل کی طرح ''تقیہ'' بھی علماء امامیہ کے ہاں گورکھ دھندا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ ہر وہ چیز جو عقل وفہم کے ترازو پہ تُل نہ سکے، اور شعور کی دنیا جسے قبول کرنے سے انکار کردے یا علم وتحقیق کے میدان میں اس کی پرِ پشّہ جتنی بھی وقعت نہ ہو وہ ''گورکھ دھندہ'' کہلاتی ہے، سو ''تقیہ'' بھی انکے ہاں اسی قبیل سے ہے۔ ہم پوری تحدّی کے ساتھ کہتے ہیں کہ آج تک امامی دنیا تقیہ کی تعریف پر ہی جمع نہ ہوسکی، کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ، خوفی تقیہ، فردی تقیہ، سلبی تقیہ، ایجابی تقیہ، مداراتی تقیہ، واجبی تقیہ، مستحب تقیہ، مکروہ تقیہ، حرام تقیہ اور مباح تقیہ وغیرہم کی اصطلاحوں سے شیعہ کتب بھری پڑی ہیں۔ ایک معاصر شیعہ سید رمیز الحسن موسوی نے بزعم خویش ''تقیہ'' کی ایک جامع تعریف کر کے سارے امامی علماء کے گویا کان کتر دیئے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

① ''عقیدہ حقہ کو مخفی اور پوشیدہ رکھنا تقیہ کا ایک اہم رکن ہے۔

② مخالفین حق کے ساتھ موافقت وہم آہنگی کرنا، تقیہ کا دوسرا رکن ہے۔

③ حق کا یہ اخفاء اور باطل کا تظاہر یا تو جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے ہے یا دینی واجتماعی وسیاسی مصالح اور عام مومنین کو ضرر وزیاں سے محفوظ رکھنے کی خاطر ہے۔

④ تقیہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اپنی قوت کو دشمن کے مقابلے کے لیے محفوظ رکھ کر اسے بلا مقصد ضائع ہونے سے بچایا جائے تاکہ دینی واجتماعی اہداف اور مصلحت عامہ کی خاطر اس ذخیرہ شدہ قوت سے بروقت استفادہ کیا جاسکے۔

⑤ تقیہ تدبیر اور حکمتِ عملی کا نام ہے۔ جس کے ذریعے انسان کو نظم وانضباط کے ساتھ نظریاتی جدوجہد اور مبارزے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

⑥ تقیہ ہر اس قوم و جماعت کے لیے ایک ڈھال (سپر) ہے جس کی اکثریت کا غلبہ ہو اور وہ اکثریت اس اقلیت کو اظہارِ عقیدہ اور اس کے مطابق عمل کرنے کی اجازت نہ دیتی ہو تو وہ اقلیت عقلی و شرعی رخصت سے استفادہ کرتے ہوئے اس فطری انسانی کے عین مطابق اہم ترین مقاصد کی خاطر تقیہ کا سہارا لیتی ہے۔ (روشن حقائق، تقیہ کی شرعی حیثیت، صفحہ نمبر ۲۳، مطبوعہ دار المودۃ، قم ۱۴۲۳ھ)

تقیہؔ امامی ہر سوال کے جواب میں فِٹ آ سکتا ہے

امامی علماء نے یہ فارمولہ ایجاد کر کے واقعتاً لاتعداد سوالات کے جھنجٹ سے اپنے عوام کو بچا لیا ہے کیوں کہ یہ ایسا جواب ہے جسے ہر سوال کے آگے بچھایا اور اٹھایا جا سکتا ہے، جی ہاں! آخر ''ڈھال'' جو ہوئی۔ مثلاً اگر آپ شیعہ علماء و عوام سے سوالات کرتے جائیں اور جواب لیتے جائیں تو مکالمے کا نقشہ کچھ یوں بنے گا۔

	سوال	جواب
①	حضرت علیؓ نے خلفاءِ ثلاثہؓ کی بیعت کیوں کی تھی؟	تقیہ کیا تھا
②	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر ام کلثوم کا نکاح حضرت عمرؓ سے کیوں کیا تھا؟	تقیہ کیا تھا
③	دورِ حاضر کے شیعہ علماء اس نکاح کا انکار کیوں کرتے ہیں؟	تقیہ کرتے ہیں
④	علامہ محمد بن یعقوب کلینی اور دیگر محدثین شیعہ چار بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف کیوں کرتے ہیں؟	تقیہ کرتے ہیں
⑤	آپ تین صاحبزادیوں کا انکار کرنے کے باوجود اپنے محدثین کو غلط کیوں نہیں کہتے؟	ہم تقیہ کرتے ہیں
⑥	شیخینؓ کے جمع کردہ قرآن مجید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیوں قبول کیا تھا؟	تقیہ کیا تھا
⑦	موجودہ قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہونے کے باوجود آپ کیوں پڑھتے ہیں؟	تقیہ کرتے ہیں
⑧	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مجتبیٰ نے حضرت معاویہؓ سے کیوں صلح کی تھی؟	تقیہ کیا تھا
⑨	آپ اس صلح کے واقعہ کو اپنی مجالس میں بیان کیوں نہیں کرتے؟	ہم تقیہ کرتے ہیں
⑩	حضرت امام حسینؓ میدانِ کربلا میں یزید پلید سے کیوں ٹکرا گئے تھے؟	اب تقیہ کی ضرورت نہ تھی

⑪	ہارون الرشید کے دور میں حضرت امام موسیٰ کاظمؒ خلیفہ کے شدید مخالف رہے، مگر خلیفہ مامون کے دور میں حضرت موسیٰ کاظمؒ کے بیٹے امام رضا علیہ السلام نے ولی عہدی کا منصب کیوں قبول کیا؟	تقیہ کیا تھا
⑫	آپ اذان میں کلمہ علی ولی اللہ کہتے ہیں، جب کہ آپ کی کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں اسے فرقہ مفوضہ ملعونہ کا ایزاد قرار دیا گیا؟......	وہ تقیہ لکھا گیا

قارئین کرام! اسی ترتیب کے تحت اگر آپ غور کرتے جائیں اور سوالات اٹھاتے جائیں تو امامی حضرات کا تقیہ دودھ کی لسی کی طرح بڑھتا ہی نظر آئے گا۔ حال ہی میں معروف شیعہ خاندان کی سیاسی خاتون سیدہ عابدہ حسین کی آپ بیتی شائع ہوئی ہے۔ اس میں موصوفہ ایک جگہ کہتی ہیں:

"اپریل میں ایک سہ پہر کو والدہ کے پہلو میں سوتے ہوئے میں نے اپنے والد کو خواب میں اس قدر واضح طور پر دیکھا کہ گھبرا کر جاگ اٹھی، ان کی آواز بدستور میرے کانوں میں گونج رہی تھی، وہ ٹھیک ٹھاک اور ہشاش بشاش نظر آرہے تھے اور انہوں نے نفیس وسفید بش شرٹ اور پتلون پہنی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے کہا چندی بیٹا، اگر تمہارے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو تم اس کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بی بی فاطمہؓ کی صاحبزادی کے نام پر ام کلثوم رکھنا، جنہوں نے اپنی بہن بی بی زینب سے زیادہ خوشگوار زندگی گذاری تھی۔

(اور بجلی کٹ گئی، صفحہ نمبر ۱۴۱، مطبوعہ اکتوبر ۲۰۱۴ء)

قارئین کرام! حضرت فاطمہؓ کے بطن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا، جو کہ ذو القعدہ ۱۷ھ میں منعقد ہوا اور اولاد بھی ہوئی، ایک لڑکا جس کا نام زید بن عمر رضی اللہ عنہ اور بیٹی کا نام رقیہ رضی اللہ عنہا بنت عمرؓ تھا۔ یہ نکاح سنی و شیعہ مسلمات میں سے ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ بعض اکابر شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رضاء و رغبت تسلیم نہیں کرتے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خلافت و امامت اور حصول فدک سے لے کر بچوں کے رشتے کرنے تک سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ بے بس تھے (العیاذ باللہ) جب کہ آج کل کے شیعہ علماء و ذاکرین نہ صرف یہ کہ اس نکاح سے انکاری ہیں، بلکہ وہ حضرت ام کلثومؓ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی تسلیم ہی نہیں کرتے، تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری! نظریہ ضرورت کے تحت اس قسم کی کاروائیاں علماء شیعہ کا مخصوص امتزاج ہے۔ اس کی تازہ مثال ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے مخاطب موصوف کم وبیش ایک سال

سے خلط مبحث کا ارتکاب کر کے حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ کی کتاب ''حدیث ثقلین'' پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ حدیث ثقلین کے حوالہ سے موصوف نے اپنے اساتذہ اور اسلاف کی کتابوں سے کافی سارے اُوٹ پٹانگ حوالے جو اپنے رجسٹر میں درج کر رکھے تھے، اب ہماری کتاب ''تذکرہ مولانا محمد نافع رحمہ اللہ'' کے منظر عام پر آنے کے بعد ان کو وہ حوالے اپنے مضمون کا پیٹ بھرنے کے لیے کام آگئے اور ایک ڈیڑھ سال کے لیے موصوف اپنی تجارتی مجلسیں پڑھنے کے لیے فراغ پا چکے، گویا یہ بھی ان کی گردن پر ہمارا احسان رہا کہ بالفرض ''تذکرہ مولانا محمد نافع رحمہ اللہ'' شائع نہ ہوتی تو موصوف کا مذکورہ رجسٹر جمود وخمود کا ماتم کرتا رہتا، جبکہ ''حدیث ثقلین'' ۱۹۶۳ء سے اب تک متواتر شائع ہو رہی ہے۔ اب تک کسی امامی عالم کو جواب لکھنے کی ہمت نہ ہوسکی، اب جب کہ مصنف علیہ الرحمہ دنیا سے کوچ فرما گئے تو جوادی صاحب موصوف شیر بن کر میدان میں اتر آئے اور اپنے احساسِ جہالت کے بوجھ تلے پسے جارہے ہیں۔ اپنے مقام پر ان شاء اللہ اُن جہالتوں سے پردہ اُٹھایا جائے گا۔ بہرحال ان مضامین میں انہوں نے مولانا محمد نافع رحمہ اللہ کی ذات پر ہر وہ رکیک حملہ کیا جو وہ کرنے کی ہمت رکھتے تھے، بددیانت، خائن، بڑھاپے میں خوفِ خدا نہ رکھنے والا، مذموم و بے ثمر کوششوں کے حامل، ساقط الاعتبار اور نہ جانے کیا کچھ درج کیا، مگر مولانا محمد نافع رحمہ اللہ کے بیٹے کی بندہ کے متعلق بعض غلط فہمیوں اور مخالفین و حاسدین کے اُکسانے پر ان کی جانب سے لکھے جانے والے مضمون کو ماہ نامہ ''افکارِ العارف'' لاہور کے تازہ شمارہ، بابت جون ۲۰۱۸ء میں بڑی دلچسپی کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اور نہایت ادب و انکساری سے انہیں ''صاحبزادہ'' اور ''جناب'' وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں، اسے کہتے ہیں بوقتِ ضرورت گدھے کو باپ کہنا، ہم نقلِ محاورہ پہ معذرت خواہ ہیں، مگر موقع ومحل کے لحاظ سے اس مقام پر مذکورہ محاورہ سے بہتر چونکہ ہمیں کوئی الفاظ مستحضر نہ ہوسکے، سو فی الحال اس قدر ہی تبصرہ کافی ہے، تفصیل اپنے وقت پر پوری شان وشوکت سے جلوہ گر ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس موقع پر سنی وشیعہ قارئین کی خدمت میں ہم حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ کی شہرۂ آفاق کتاب ''رحماءُ بینھم'' کا حصہ فاروقی پڑھنے کی درخواست کریں گے جس میں انہوں نے لاتعداد حوالہ جات سے نکاح ام کلثومؓ بنتِ علیؓ وفاطمہؓ، ہمراہ حضرت عمرؓ پر بحث کی ہے۔ یہ ساری تفصیل درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس روشن حقیقت کو بھی امامی حضرات ''تقیہ'' کا نام دے کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ امامی علماء کی ذہانت کا یہاں ضرور اعتراف کرنا چاہیے کہ انہوں نے خدا جانے کس

قدر مجاہدہ کر کے یہ نسخہ ایجاد کیا تھا اور ملتِ امامیہ کے ہاتھ میں تھما کر اُن پر احسان کیا۔

تقیہ، عدمِ اظہارُ الحق اور اظہارِ خلافِ الحق میں فرق!

① ''عدم اظہار الحق'' کا مطلب ہے حسب مصلحت حق بات کا اظہار نہ کرنا اور خاموشی اختیار کرنا، اور محض خاموشی امرِ باطل کے جواز پر دلیل نہیں ہوتی۔

② ''اظہارِ خلافِ الحق'' کا مطلب ہے ارادتاً حق کے خلاف اظہار کرنا، سو اس کی امید اہل بیت رسول ﷺ سے قطعاً نہیں کی جاسکتی، بھلا یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؓ اور دیگر خاندانِ اہل بیتؓ نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کر کے، ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھ کر، ان کی معیت میں جہاد کر کے، اُن کی امارت میں فریضہ حج ادا کر کے، ان کی خلافت میں مشیر و وزیر رہ کر، حتیٰ کہ اُن سے رشتے ناطے قائم کر کے حق کے خلاف اظہار کیا؟ کون سی عقلی اور علمی دنیا اس جاہلانہ، متشددانہ و متعصبانہ فلسفے کو قبول کر سکتی ہے؟ چنانچہ نتیجہ واضح ہے کہ اہل تشیع ظاہر و باطن کی مخالفت کو ''تقیہ'' کا نام دیتے ہیں اور یہ سہولت صرف اور صرف اہل تشیع کی مذہبی گاڑی چلانے کے لیے ہے۔ اس ''تقیہ'' کا تعلیمات اہل بیتِ رسول ﷺ کے ساتھ دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے اور اسی حقیقت کو امام پاکستان علامہ احمد شاہ چوکیروی رحمہ اللہ نے آشکار کیا تھا، لہٰذا لفظی اشتراک کی آڑ میں علماء اہلسنت کی عبارات کے اندر کاٹ چھانٹ کرنے سے باز رہیے۔ اس سے آپ کی بددیانتی و خیانت تو ظاہر ہوگی، مذہب کی صداقت قیامت کی صبح تک ثابت نہ ہو سکے گی۔

آثار سحر کے پیدا ہیں اب رات کا جادو ٹوٹ چکا
ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی ایک عبارت کے حوالے سے بحث

اسی ضمن میں امامی ترجمان رقم زن ہیں:

''سلفی صاحب کے ''حضرت اقدس'' کے ممدوح مفسر قرآن حکیم، ماہر حکمت ولی اللّٰہی، امام طریقت حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری کی اس کتاب (تحقیق فدک) کے صفحہ ۲۵۲ پر تقریظ موجود ہے۔ جس میں موصوف لکھتے ہیں:

''اگر شیعہ حضرات اس مسئلہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ متفق ہو جائیں تو باقی [illegible] میں

بھی ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں اور مسلمانوں میں شیعہ اور سنی دونوں متفق اور متحدہ ہو جائیں تو حمایت اسلام کے لیے یہ ایک بے نظیر طاقت بن سکتی ہے۔''

تبصرہ

مگر آپ نے اس سے پیوستہ پہلی سطر ضرور کسی مصلحت کے تحت درج نہ کی تاکہ تلبیسات کا بازار گرم رہے، امام لاہوری رحمہ اللہ اس سے ماقبل لکھتے ہیں:

''شیعہ حضرات اگر انصاف کی نظر سے مولانا (چوکیروی رحمہ اللہ) کے پیش کردہ دلائل نقلیہ و عقلیہ ملاحظہ فرمائیں تو انہیں مسلک اہل سنت والجماعت کے ساتھ اتفاق کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔''

گویا جب آپ مذہب اہل سنت سے متفق ہو جائیں گے تو آپ سے اختلاف کیسا؟ اور پھر یقیناً یہ ایک طاقت بھی بن سکے گی، اور ہم آج بھی اسی دعوت پر قائم ہیں کہ دین اسلام کے آفاقی اصولوں کو اپنا لیجئے تاکہ شر و فساد کا خاتمہ ہو سکے۔ لہٰذا آپ کا یہ لکھنا بالکل بے معنی و بے وقعت ہے کہ:

''خود قاضی صاحب یا ان کی جماعت خدام اہل سنت نے حضرت لاہوری کے محولہ بالا پیغام پر کس حد تک عمل کیا ہے؟'' (ماہ نامہ ''افکار العارف'' لاہور، صفحہ نمبر ۴۶، ستمبر ۲۰۱۴ء)

نیز حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا ''مسلمانوں میں'' کے الفاظ استعمال کرنا فریقین کے دعوے پر اعتبار کے لحاظ سے ہے، نہ کہ دلیل و بُرھان کی رُو سے۔ لہٰذا کچے گھڑے پر بیٹھ کر آپ بحرِ قلزم پار کرنے کی خوش فہمی سے باز رہیے۔

باقی بحرالعلوم مولانا عبدالعلی رحمہ اللہ کی ''فقہ اکبر'' کی فارسی شرح یا شرح ''مسلم الثبوت'' کی عبارات کا جہاں تک تعلق ہے، وہ بھی امامی ترجمان کے جذبات کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتیں۔ تاہم ان کی تسلی کے لیے اس پر بھی مختصر بحث ہم درج کر دیتے ہیں۔

''شرحِ فقہ اکبر فارسی'' کی عبارت پر بحث

بحرالعلوم مولانا محمد عبدالعلی لکھنویؒ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے رسالہ ''فقہ اکبر'' کی فارسی شرح لکھی تھی۔ جوادی صاحب نے اپنے مضمون میں مذکورہ رسالہ کے صفحہ نمبر ۴۵ کی ایک عبارت دی ہے (افکار العارف، صفحہ نمبر ۴۹ ستمبر ۲۰۱۴ء) مگر یہ عبارت صفحہ نمبر ۵۴ کی ہے نہ کہ ۴۵ کی۔ ظاہر ہے کہ کمپوزنگ کی وجہ سے یہ عدد آگے پیچھے ہوا ہے۔ (جاری ہے)

[کنزِ مدفون] ترتیب واملاء وحواشی: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

مکاتیبِ قائد اہل سنت

(مسلسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسترشدین کے نام ہیں، مُریدین کے نام اصلاحی مکاتیب چونکہ تربیت کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زجر وتوبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے خطوط سالکین ومریدین کے نام ہیں، ان کو شائع کرتے وقت مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسبِ ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شامل اشاعت ہوگا۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہو تو وہ اصل یا صاف ستھری فوٹو کاپی ارسال فرما کر اس کارِ خیر کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

بنام مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ

(۱۷۷) برادم محترم حافظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ ملا۔ آج کل کرتے آپ کے پہلے خط کے جواب میں تاخیر ہوگئی۔ نیز ۲، دسمبر تا ۸، جنوری ہمارا سالانہ تبلیغی دورہ تھا۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری (۱) جنوری کے جلسوں میں بوجہ مرض تشریف نہ لا سکے۔ البتہ مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی (۲)

---

۱) شاہ صاحب کی پیدائش ۱۹۱۵ء میں کشمیر کے علاقہ گوئل میں اور وفات ۱۹۹۹ء میں گجرات کے اندر ہوئی۔ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے فارغ التحصیل اور مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ملتان جیل میں حضرت امام لاہوریؒ سے تفسیر قرآن مجید بھی پڑھی۔ کالری گیٹ گجرات کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، حضرت اقدسؒ کے ساتھ شاہ صاحب کے مثالی اور قابل رشک مراسم تھے۔ مگر مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے جب شاہ صاحب متفرد ہوئے تو رفتہ رفتہ تعلقات مدھم پڑتے گئے۔ تا آنکہ ۱۹۶۳ء کے بعد بالکل منقطع ہوگئے۔ تبلیغی دوروں میں شاہ صاحبؒ حضرت قاضی صاحبؒ کے ہمراہ اکثر وبیشتر علاقہ جات میں ہمسفر رہتے تھے۔

۲) حضرت قاضی صاحبؒ کے ہمدم دیرینہ، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز اور جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے بانی تھے۔ علمی وروحانی کمالات سے مالا مال تھے۔ ۱۹۲۰ء کو ولادت ہوئی اور ۱۹۹۸ء میں انتقال فرمایا۔

اور مولانا اللہ داد صاحب (۱) شریکِ دورہ رہے۔

الحمدللہ جلسے بہت اچھے ہوگئے ہیں۔ مولانا غلام اللہ خان صاحب پر قاتلانہ حملے (۲) کے متعلق ہم نے بھی قرار داد بھیجی ہے۔ اور ان کو خط بھی لکھ دیا ہے۔ حافظ اللہ داد صاحب نے پشاور جا کر مولانا سے ملاقات بھی کی ہے۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ زخم ٹھیک ہیں۔ غالباً جلد ہی راولپنڈی واپس آ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اشاعتِ توحید کی مزید توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

ضلع شیخوپورہ میں ایک مقام پر جلسے کے لیے جانا ہے۔ ابھی تاریخ مقرر نہیں کی۔ اگر وہاں گیا تو واپسی پر لاہور کے راستہ آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں ''خدام الدین'' کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ غالباً خریداری نمبر ۱۵۴۱ ہے۔ اگر مطبع علمی والوں سے رقم مل جائے، یا اپنی طرف سے دے کر بذریعہ محمد اقبال صاحب سالانہ چندہ ادا کر دیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدرسہ اظہار الاسلام، چکوال

۱۳، فروری ۱۹۵۷ء

---

(۱۷۸) بخدمت برادر مکرم زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! بندہ بخیریت ہے۔ چکوال کا جلسہ بحکم حضرت درخواستی مدظلہ فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اس لیے آپ ۲۰، ۲۱ ذوالحج بروز ہفتہ، اتوار ملک فتح محمد کے ہاں جلسہ رکھ لیں۔ پھر قاری حسن شاہ صاحب کے ہاں بھی ہوجائے گا۔ لہٰذا دونوں حضرات کو مذکورہ تاریخوں کی

---

۱) اپنے وقت کے بہترین خوش الحان مبلغ اور توحید و سنت کے داعی تھے، عظمتِ صحابہؓ و اہل بیت مخصوص انداز میں بیان کرنے کے حوالہ سے عوامی حلقوں میں مقبول تھے، گجرات کے رہنے والے تھے۔ جب مولانا عنایت اللہ شاہ صاحبؒ سے حضرت قاضی صاحبؒ کے تعلقات منقطع ہوئے تو تبلیغی دوروں میں ان کی آمد و رفت بھی محدود ہوگئی تھی۔

۲) ۲۷، دسمبر ۱۹۵۶ء کو مسجد قاسم علی خان پشاور میں عبدالرؤف نامی ایک شقی القلب مجرم نے حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ پر تیز دھار اُسترے سے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا تھا، جسے بعد ازاں عدالت عالیہ سے سات سال قید با مشقت اور دو سو روپیہ جرمانہ سزا ہوئی تھی۔ زیر نظر خط میں اُسی حملے کا ذکر ہے۔ (سلفی)

اطلاع کر دیں۔ پیر کی رات قاری صاحب (حسن شاہ صاحب) کے ہاں درس قرآنِ مجید اور منگل کو کہیں اور بھی ترتیب بنالیں۔ حافظ محمد طیب صاحب کو بھی اطلاع دے رہا ہوں تاکہ وہ ملک فتح محمد صاحب کو مطلع کر دیں۔ گھر میں سلام کہہ دیں اور احباب کو بھی سلام مسنون! والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۴ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

---

(۱۷۹) جناب محترم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا عنایت نامہ ملا، بندہ کو پہلے سے بہت افاقہ ہے۔ لیکن موسمِ برسات پھر شروع ہوگیا ہے۔ اتوار کو ان شاء اللہ صبح روانہ ہوکر حاضر خدمت ہوں گا لیکن اگر برسات تو نہی جاری رہی تو شاید حاضر نہ ہوسکوں گا۔ کیونکہ طبیعت میں ابھی ضعف ہے۔ واللہ الموفق۔ اہل خانہ اور احباب کی خدمت میں سلام مسنون پیش فرما دیں۔ اگر ہفتہ کے دن جمعیت علماء اسلام کے اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور جانا ہوا تو وہاں سے ہی اتوار کو حاضر ہوں گا۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۲۰ ذوالحجہ xx

---

(۱۸۰) جناب محترم زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عنایت نامہ۔ اللہ تعالیٰ ہر فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ وظیفہ ضرور پڑھیں اور والدہ ماجدہ بھی ۱۲ دن سے زیادہ پڑھتی رہیں۔ مدرسہ اظہار الاسلام کا سالانہ جلسہ ان شاء اللہ ۱۴، ۱۵، ۱۶ ربیع الاوّل کو ہو رہا ہے۔ اشتہار آپ کو بھیج دوں گا۔ آسانی سے تشریف لا سکیں تو جلسہ پر آ جائیں، ویسے بھی تو عموماً سفر میں ہی وقت گذرتا ہے۔ تمام احباب کو سلام مسنون! والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۴، ربیع الاوّل ۱۳۷۸ھ

اطلاع کر دیں۔ پیر کی رات قاری صاحب (حسن شاہ صاحب) کے ہاں درس قرآنِ مجید اور منگل کو کہیں اور بھی ترتیب بنالیں۔ حافظ محمد طیب صاحب کو بھی اطلاع دے رہا ہوں تا کہ وہ ملک فتح محمد صاحب کو مطلع کر دیں۔ گھر میں سلام کہہ دیں اور احباب کو بھی سلام مسنون! والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۴ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

---

(۱۷۹) جناب محترم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا عنایت نامہ ملا، بندہ کو پہلے سے بہت افاقہ ہے۔ لیکن موسمِ برسات پھر شروع ہوگیا ہے۔ اتوار کو ان شاء اللہ صبح روانہ ہوکر حاضر خدمت ہوں گا لیکن اگر برسات تو بہی جاری رہی تو شاید حاضر نہ ہوسکوں گا۔ کیونکہ طبیعت میں ابھی ضعف ہے۔ واللہ الموفق۔ اہل خانہ اور احباب کی خدمت میں سلام مسنون پیش فرما دیں۔ اگر ہفتہ کے دن جمعیت علماء اسلام کے اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور جانا ہوا تو وہاں سے ہی اتوار کو حاضر ہوں گا۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۲۰ ذوالحجہ XX

---

(۱۸۰) جناب محترم زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عنایت نامہ۔ اللہ تعالیٰ ہر فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ وظیفہ ضرور پڑھیں اور والدہ ماجدہ بھی ۱۲ دن سے زیادہ پڑھتی رہیں۔ مدرسہ اظہار الاسلام کا سالانہ جلسہ ان شاء اللہ ۱۴، ۱۵، ۱۶ ربیع الاوّل کو ہو رہا ہے۔ اشتہار آپ کو بھیج دوں گا۔ آسانی سے تشریف لا سکیں تو جلسہ پر آجائیں، ویسے بھی تو عموماً سفر میں ہی وقت گذرتا ہے۔ تمام احباب کو سلام مسنون! والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۴، ربیع الاوّل ۱۳۷۸ھ

---

(۱۸۱) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایک عریضہ جواب میں عرض کر دیا تھا۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ ''خدام الدین'' کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ بہت جلد ۱۲، روپے سالانہ چندہ احقر کے نام سے دفتر میں جمع کروا دیں اور مطبع علیمیؔ کے پاس جو کتابوں کی رقم ہے، اس سے منہا کر لیں۔ باقی خیریت ہے۔ رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس لیے جلدی رقم داخل کروا دیں، میں نے ان کو آپ کے متعلق خط لکھ دیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آئندہ سال بھی مولوی غلام یحییٰ صاحب چکوال میں رہیں، ان کی اپنی خواہش بھی یہی ہے البتہ گھر والے غالباً یہ تقاضہ کر رہے ہیں کہ وہ جلدی دورہ ختم کریں۔ بھیں کے لیے ہمیں اپنے مسلک کے اہل علم کی بہت ضرورت ہے جو وہاں درس و خطابت اور تعلیم قرآن مجید کی خدمت لوجہ اللہ سرانجام دیں۔ غالباً سابق مولوی صاحب اپنی خانگی ضروریات کی بناء پر آئندہ سال نہ ٹھہر سکیں گے۔ آپ شرکاء دورہ وغیرہ میں کوئی اہلؔ تلاش کریں۔ حافظ غلام رسول صاحب متعلم دورہ حدیث جامعہ اشرفیہ کا خط آیا تھا جس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ وہ تدریس وغیرہ کے لیے کوئی مقام چاہتے ہیں، مگر وہ اس خواہش کو در پردہ رکھنا چاہتے ہیں۔ بھیں میں بیرونی طلبہ کے انتظام کا تو اب پروگرام نہیں ہے۔ اگر وہ مقامی دینی خدمت کرنا چاہتے ہوں تو ان سے بات کر لیں اور ان کی طبیعت وغیرہ کا جائزہ بھی لے لیں۔ حالات سے مطلع کرتے رہیں۔ محمد رفیع محمد یونس اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

حال وارد سلانوالی ضلع سرگودہا

مورخہ ۴ جنوری ۱۹۵۹ء

---

(۱۸۲) برادم محترم حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ بندہ بحمد اللہ بخیریت ہے۔ ۳۱،تاریخ کو کمالیہ میں جلسہ تھا، یکم کو وہاں سے بذریعہ بس لاہور پہنچا۔ حضرت لاہوری مدظلہ کی

زیارت دن کو ہی ہوگئی تھی (۱) اور مجلس ذکر میں بھی حاضری ہوگئی۔ مولانا عبداللطیف صاحب چند احباب کے ساتھ وہاں آئے ہوئے تھے۔ بعدازاں آپ کی مسجد میں گیا تو معلوم ہوا کہ آپ گھر چلے گئے ہیں۔ پہلے بھی ایک بار آپ کے ہاں جانے کا پروگرام بنا تھا مگر حضرت لاہوری مدظلہ کے ہاں دیر ہوجانے کی وجہ سے نہ پہنچ سکا تھا۔ محمد رفیع صاحب وہاں ہی ملے۔ کھدر وہ لیتے آئیں گے۔ محمد انور وغیرہ بھی بخریت ہیں۔ ہم مجلس ذکر کے بعد رات کی گاڑی سے جہلم چلے گئے تھے۔ والدہ محترمہ کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت میں رکھیں اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

مولانا عبداللطیف صاحب کو آئندہ سال کے لیے مدرس کی ضرورت ہے۔ خیال یہ ہے کہ مولانا غلام یحییٰ صاحب ہزاروی کو لکھ دیا جائے۔ اگر وہ فارغ ہوئے تو جہلم آجائیں گے۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۳ فروری ۱۹۶۲ء

وفیات

① (چکوال) جناب ماسٹر محمد یوسف صاحب بھیں والے ② ٹنڈو محمد خان (سندھ) بھائی امان اللہ صاحب کی والدہ ماجدہ ③ جامعہ مظہریہ حسینہ جھاں سومرو (سندھ) کے طالب علم سرور لنڈاڈ کے والد ماجد ④ جامعہ مظہریہ حسینہ جھاں سومرو (سندھ) کے طالب علم بدر عالم سومرو کی بھابھی صاحبہ قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ قارئین سے بھی دعاء کی درخواست ہے (ادارہ)

---

۱) یاد رہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا انتقال اس کے بیس دن بعد مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء کو ہوگیا تھا۔ یہ ملاقات ۳ فروری ۱۹۶۲ء کو ہوئی تھی۔ جیسا کہ مکتوب کے آخر میں تاریخ وسن درج ہے (سلفی)

صحابہ رضی اللہ عنہم اور ہم

۱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گنتی میں کم (یعنی آٹے میں نمک کے برابر) تھے لیکن تمام دنیا پر بھاری تھے (حجۃ الوداع کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تقریباً سوا لاکھ تھی)۔

۱ ہم کثیر تعداد ہونے کے باوجود زمین پر بھاری ہو رہے ہیں۔ (اس وقت مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۱۲۵ کروڑ ہے سمندر میں جس طرح تنکوں کو موجیں ادھر سے ادھر لے جاتی ہیں اسی طرح آج کے مسلمانوں کو دھکیلا جا رہا ہے)۔

۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بادشاہوں پر حکومت کرتے تھے اور بادشاہ ان سے تھراتے تھے (حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے)۔

۲ ہمیں غلاموں اور غلاموں کی غلامی بھی ہزار دقت سے حاصل ہوتی ہے (حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو ہر چیز ڈراتی ہے)۔

۳ صحابہ کرامؓ کچھ نہ تھے اور سب کچھ ہو گئے۔

۳ ہم سب کچھ تھے اور کچھ نہ رہے۔

۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دنیا عزت اور اطمینان سے بسر ہوتی تھی اور آخرت اس سے کہیں زیادہ بہتر۔

۴ ہماری زندگی سخت ذلت فکر و پریشانی سے گذرتی ہے، نہ کوئی معیشت، نہ عزت، نہ کوئی مقام اور آخرت کی خبر اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔

۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمائی حلال اور طیب تھی اور قناعت پر زندگی گزری تھی۔

۵ ہماری ہر کمائی مشتبہ بلکہ کھلے طور پر ناجائز و حرام ہوتی ہے (الا ماشاء اللہ) اور ہر وقت جب مال کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

۶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بظاہر غریب و مفلس تھے لیکن ایمان سے مالا مال تھے اور کام کے مسلمان تھے۔

۶ ہم لاکھوں کروڑوں کی ملکیت کے مالک ہیں لیکن دولتِ ایمان سے کورے ہیں اور مسلمان کے نام کا لیبل لگا ہوا ہے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

افاضات۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روح پرور واقعات

انتخاب: حافظ محمد اقبال صاحب رنگونی

① جو برکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ہے وہ کثرت عمل میں نہیں

چند صحابہ نے بعض امہات المومنین سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شب کے حالات کے بارے میں سوال کیا انہوں نے بیان فرما دیا صحابہ نے سن کر اپنے خیال میں اس کو قلیل سمجھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو ارفع ہے آپ کو اتنی بھی ضرورت نہیں آپ کی شان تو یہ ہے ﴿**لیغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر**﴾ اور ہم کو زیادہ ضرورت ہے اس لیے ان میں سے ایک نے تو قسم کھالی کہ میں عمر بھر میں روزہ رکھوں گا۔ ایک نے قسم کھائی کہ میں نکاح نہ کروں گا۔ ایک نے قسم کھائی کہ میں رات کو نہ سوؤں گا حضور بھی تشریف لے آئے اور یہ سب قصہ سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا میں روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں سوتا بھی ہوں جاگتا بھی ہوں ﴿**وذلک من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی**﴾ یعنی یہ سب میری سنت ہے اور جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ میرے فعل سے بچتے ہیں حالانکہ میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ متقی ہوں پس اگر یہ تنگی کرنا ناپسند نہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش کیوں ہو گئے؟

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی شبہ کرے کہ صحابہ کرام نے تو یہ افعال ترک نوم و ترک افطار وغیرہ کو اپنے درجہ سے کم سمجھ کر اختیار کرنا چاہتے تھے پھر اس پر اس قدر انکار کیوں فرما دیا؟

بات یہ ہے کہ مباح کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی وجہ سے اختیار کرتے اور ان اعمال کو اپنی رائے سے، پہلی صورت میں حضور کا اتباع تھا دوسری صورت میں اپنی رائے کا اظہار تھا جو برکت اور قرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ہے وہ اپنی رائے سے کسی عمل کے اختیار کرنے میں کیسے ہوسکتا ہے

(وعظ السباح ص ۱، امثال عبرت ص ۵۴)

④ الفاظ نبوت پر صحابہ کا امتثال عمل

ایک واقعہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اور بعض لوگ پریشان پھر رہے تھے آپ نے ان کو بٹھلانے کے لیے ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ اس وقت ایک صحابی دروازہ پر تھے جس وقت کہ آپ کی زبان سے یہ الفاظ اجلسوا ان کے کان میں پہنچے اسی وقت دروازہ پر ہی بیٹھ گئے ہر چند کہ یہ حکم ان کے لیے نہ تھا لیکن شدت اطاعت غالب آگئی اور گوارانہ ہوا کہ آپ ﷺ حکم فرمائیں خواہ وہ کسی کو سہی اور تعمیل نہ کی جائے۔ (وعظ تذکرۃ الآخرۃ امثال عبرت ص ۱۱۵)

⑤ متاخرین کا ایمان عجیب ہے مگر صحابہ کرام کا ایمان اکمل وافضل ہے

حضور ﷺ نے ایک دن صحابہ سے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ عجیب ایمان کس کا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا فرشتوں کا۔آپ نے فرمایا کہ فرشتوں کے ایمان نہ لانے کی کیا وجہ...... وہ تو ہر وقت اپنے رب کے قرب میں ہیں صحابہ نے عرض کیا پھر انبیاء کا ارشاد فرمایا کہ ان کے ایمان نہ لانے کی کیا وجہ وہ تو وحی کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ پھر تو ہمارا ایمان عجیب ہے۔فرمایا تمہارے ایمان نہ لانے کی کون سی وجہ ہوسکتی ہے میں تمہارے درمیان موجود ہوں یعنی تم نے مجھے دیکھا نزول وحی کو دیکھا میرے معجزات دیکھے۔ پھر آپ نے فرمایا ان لوگوں کا ایمان عجیب تر ہے جو میرے بعد ایمان لائیں گے اور صرف چند اوراق دیکھیں گے جن میں قرآن ہوگا اور ان پر ایمان لائیں گے۔

اس سے یہ وسوسہ نہ ہو کہ تم صحابہ کو متاخرین سے افضل بتلاتے ہو اور اس حدیث کی رو سے صحابہ سے متاخرین کا افضل ہونا ثابت ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے پچھلوں کے ایمان کو اعجب ہی تو فرمایا ہے اکمل اقوی وافضل تو نہیں فرمایا اور اعجب ہونے سے اکمل وافضل ہونا

لازم نہیں آتا پس اس حدیث کی بنا پر یہ مسلم کہ متاخرین کا ایمان سب سے عجیب تر ہے مگر صحابہ کے ایمان سے افضل و اقوی نہیں ہے کیونکہ دوسرے دلائل سے یہ طے ہو چکا ہے کہ سب سے زیادہ کامل ایمان انبیاء علیہم السلام کا ہے پھر ملائکہ کا ہے پھر صحابہ کا پھر جو صحابہ کے مشابہ ہو...... سو حضرات صحابہ کے ایمان کی قوت وفضیلت پر حدیث ای الخلق اعجب سے شبہ کیا جاوے (التحصیل والتسہیل ص ۵)

حضرت حکیم الامت ایک مجلس میں فرماتے ہیں:

حدیث میں متاخرین کے ایمان کو اعجب فرمایا ہے اکمل نہیں فرمایا اکمل تو صحابہ کا ایمان ہے (الکلام الحسن ص ۶۰)

④ صحابہ ہر اعتبار سے ہم سے افضل بھی ہیں

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں ایک قوم ہے جو تمہارے بعد ہوں گے کہ مجھ پر ایمان لاویں گے اور مجھ کو دیکھا بھی نہ ہوگا (رواہ احمد والدارمی)

یہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہے کسی صفت حقیقیہ کی وجہ سے نہیں پھر اس بہتری میں صحابہ کو دخل ہے کیونکہ ہم کو ایمان کی دولت صحابہ ہی کی بدولت نصیب ہوئی ہے کہ انہوں نے دین کی لسانی سنانی ہر طرح کی خدمت کی پس ہماری تفضیل ان پر لازم نہیں آتی (رسالہ۔ خدا و رسول سے محبت ص ۱۶)

صحابہ جو بعد انبیاء علیہم السلام کے اکمل بشر ہیں علماً بھی عملاً بھی حالاً بھی ان سے اضطراب کے اقوال و افعال صادر نہ ہوتے تھے (المورد الفرخی ص ۱۵۹) ان کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے نظر کردہ تھے (الفانی ص ۲۵)

⑤ دنیوی بوجھ کا روحانی علاج

حضرت فاطمہؓ جو (آنحضرت ﷺ) کو سب خاندان سے زیادہ محبوب تھیں اور جن کے لیے آپ فرط محبت سے سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے آپ نے یہ فرمایا کہ ﴿سیدة نساء اهل الجنة﴾ نیز حضرت علی نے جب نکاح ثانی کا قصد فرمایا تو آپ نے یہ فرمایا کہ ﴿یوزینی ماذاها﴾

(تکلیف دیتی ہے مجھے وہ چیز جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دیتی ہے)۔اتنی پیاری بیٹی نے جب ایک مرتبہ چکی چلانے سے ہاتھوں میں چھالے پڑنے کی شکایت کی۔حضرت فاطمہؓ سے حضرت علیؓ نے کہا کہ حضور ﷺ سے کوئی غلام یا باندی لے آؤ تا کہ کچھ مدد دے چنانچہ آپ حضور ﷺ کے پاس گئیں اپنی راحت کے لیے یا شوہر کے امتثال امر کے لیے...... جس وقت حضور ﷺ کے گھر پہنچیں تو آپ تشریف فرما نہ تھے۔آپ حضرت عائشہؓ سے کہہ کر چلی آئیں جب حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ سے معلوم ہوا آپ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اس وقت حضرت فاطمہؓ لیٹی ہوئی تھیں۔آپ ﷺ کو دیکھ کر اٹھنے لگیں تو آپ نے فرمایا لیٹی رہو،غرض حضور ﷺ سے عرض کیا گیا آپ نے فرمایا اگر کہو تو غلام لونڈی تمہیں دے دوں اور کہو تو اس سے بھی اچھی چیز دے دوں، یہ سن کر حضرت فاطمہؓ نے پھر نہیں پوچھا کہ وہ اچھی چیز کیا ہے بلکہ فوراً عرض کیا کہ اچھی ہی چیز دیجیے۔آپ نے فرمایا کہ سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ بار اور الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو بس یہ غلام اور لونڈی سے بھی بہتر ہے اس خدا کی بندی نے خوشی خوشی اس کو قبول کر لیا (ضرورت العلماء ص ۱۲)

⑥ غم اور خوشی کا برزخی اجتماع

حضرت فاطمہؓ کا واقعہ حدیث میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کے مرض وفات میں مزاج پرسی کے لیے تشریف لائیں۔﴿فسارها فبكت فلما راى حزنها سارها الثانية فضحكت﴾ یعنی حضور ﷺ نے خفیہ طور پر کوئی بات ان سے کہی تو وہ رونے لگیں پھر دوبارہ کوئی بات چپکے سے فرمائی تو ہنسنے لگیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو تعجب ہوا کہ ایک ہی جلسہ میں روتی بھی ہیں، ہنستی بھی پھر دوسرے وقت اس کا سبب پوچھا کہ تم ایک ہی جلسہ میں روتی اور ہنستی کیوں تھیں تو انہوں نے فرمایا یہ حضور ﷺ کا ایک راز ہے جس کو میں ظاہر نہیں کر سکتی، حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کے وصال کے بعد پھر دریافت کیا تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ ہاں اب بتلانے میں کوئی عذر نہیں بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اوّل تو مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر رمضان میں مجھ سے ایک بار قرآن کا دور کرتے تھے اس سال دو مرتبہ کیا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت

قریب آ گیا ہے یہ سن کر تو میں رونے لگی اس پر دوسری دفعہ آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے متعلقین میں سب سے پہلے تم میرے پاس آؤ گی یہ سن کو میں ہنسنے لگی۔

سو اوّل مفارقت دائمہ سے رونا آ گیا گو یہ معلوم تھا کہ مفارقت دائمہ اس معنی کو نہیں ہے کہ اُس عالم میں بھی جمع نہ ہوں گی مگر پھر بھی رنج ہوگا مگر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوگیا کہ سب سے پہلے آپ کے پاس میں پہنچوں گی تو اس وقت اس کا غلبہ ہوا کہ باوجود بقاء مقتضی غم کے سارا غم ڈھل گیا اور اس لایعود الینا پر نعوذ الیہ غالب آ گیا نیز ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دوسری خبر اس واسطے سنائی تھی کہ ان کا غم زائل ہو اور خوش ہوں پھر اس پر خوشی کیونکر ظاہر نہ ہوتیں اور یہ ان کے بڑے عاشق ہونے کی دلیل ہے۔ (المورد الفرخی ص ۱۱۷)

⑦ ختم نبوت کا معنی انقطاع وحی ہے

ایک بار حضرات شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریب ہی حضرت ام یمنؓ کی زیارت کو گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلانے والی پالنے والی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ملنے کو گاہے گاہے تشریف لے جایا کرتے تھے، اسی سنت کے مطابق حضرات شیخین بھی تشریف لے گئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے رونے لگیں حضرات شیخین نے فرمایا اے اُم ایمنؓ کیوں روتی ہو؟ کیا تم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کے پاس کی نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (دنیا سے) بہتر ہیں (یہ فرمانا کہ کیا تم کو معلوم نہیں اپنے فرمان سے بتلا رہا ہے کہ یہ صحابہ کے نزدیک اولیات مسلمات میں سے تھا) اس پر انہوں نے فرمایا یہ تو میں بھی جانتی ہوں ﴿ولکن الوحی انقطع عنا﴾ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے سے نزول وحی منقطع ہوگیا اس لیے روتی ہوں یہ وہی بات تھی کہ رنج اس کا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوگئے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہوگئے اور وہ برکات نبوت منقطع ہوگئیں ﴿فبکی لذلك الشیخان﴾ یہ سن کر حضرات شیخین بھی رونے لگے (المورد الفرخی ص ۱۱۱)

⑧ حضور کے تعلق سے کھجوروں میں برکت

حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ ہے کہ چند کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دم کر کے دی تھی جس کو انہوں نے ایک توشہ میں رکھ لیا تھا اور ان میں ایسی برکت ہوئی کہ ہمیشہ ان میں سے کھاتے رہے یہاں تک

کہ حضرت عثمانؓ کے واقعہ شہادت میں وہ ان کے پاس سے کھوئی گئیں جس کا ان کا بہت صدمہ ہوا چنانچہ ان کا شعر بھی اس بارہ میں مشہور رہا ہے۔

للناس هم وفي اليوم همان
فقد الجراب وقتل الشيخ عثمان

کہ لوگوں کو تو ایک ہی غم ہے (حضرت عثمانؓ کی شہادت کا) اور مجھے دو غم ہیں توشہ دان کے کھوئے جانے کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کا۔

حضرت ابوہریرہؓ کو اس برکت نبوی کے گم ہو جانے کا غم تھا جو ان چھواروں میں تھی عشاق کی یہی حالت ہوتی ہے کہ محبوب کی ذرا ذرا سی چیز پر جان دیتے ہیں (راس الربعین ص ۵۱) حکیم الامت حضرت تھانوی ایک اور وعظ میں فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر بے ہوش ہو گئے تھے (ذم النسیان ص ۳۰)

⑨ عمل کا ایصالِ ثواب ہو سکتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ کے پاس چند شخص مقام ابلہ کے آئے حضرت ابوہریرہؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے یہاں ایک مسجد عشار ہے..... کوئی ایسا ہے جو وہاں جا کر دو رکعت پڑھے اور یوں کہے هذہ لابی ہریرۃ یعنی یہ دو رکعتیں ابوہریرہؓ کے لیے ہیں اور ظاہر ہے کہ صحابی کا غیر مدرک بالقیاسِ قول حکماً مرفوع ہوتا ہے پس حضرت ابوہریرہؓ کا یہ فرمانا مرفوع حدیث کے حکم میں ہے..... جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اس طرح زندہ کو بھی پہنچ جاتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے (التھذیب حصہ۴ ص ۵)

حسب سابق
بمقام بھیں ضلع چکوال
51 ویں سُنی کانفرنس
اطلاع
6/7 اکتوبر 2018 کو
بھرپور مذہبی جوش و جذبہ سے منعقد ہوگی جس میں ملک بھر سے علماء، مشائخ شعراء، نعت خوان حضرات تشریف لائیں گے۔

گوشہ خواتین

امہات المومنین کے بھائی اور بہن

(یعنی وہ خوش نصیب جن کی بہنوں کو امہات المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا)

اجالائے ایمان

① ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی بہن

① حضرت ہالہ بنتِ خویلد رضی اللہ عنہا: یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمدھن ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے صورت اور آواز میں بہت مشابہت رکھتی تھیں۔

② رقیہ بنتِ خویلد: یہ بھی آپ کی بہن ہیں، امیمہ بنتِ عبدان کی بیٹی ہیں۔

③ عوام بن خویلد: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی، رسول اللہ کے پھوپھا، ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنتِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تھا۔

② ام المؤمنین حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا کے بھائی بہن

① حضرت مالک بن زمعہ رضی اللہ عنہ: حقیقی بھائی ہیں اپنی اہلیہ کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔

② حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ: علاتی (باپ شریک) بھائی ہیں۔

③ قرطہ بن عبدعمرو: یہ اخیافی (ماں شریک) بھائی ہیں۔

④ اُم کلثوم بنتِ زمعہ: ⑤ ام حبیبہ بنتِ زمعہ: یہ دونوں بہنیں ہیں۔

③ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی بہن

① حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما: حقیقی بھائی ہیں، غزوۂ بدر کے بعد اسلام قبول کیا، ان دونوں بہن بھائیوں میں بہت پیار تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بچوں کی دیکھ بھال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی۔

② حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما: باپ شریک بھائی ہیں، سفر ہجرت کے موقع پر آپ

کی نمایاں خدمات ہیں، دن بھر مکہ والوں کی باتیں اور پروگرام سن کر شام کو غارِ ثور میں جہاں رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روپوش تھے آ کر تمام خبریں دے جاتے۔

③ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما: باپ شریک بھائی ہیں، نیز ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے بھی ہیں، مصر میں ان کی المناک شہادت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بچوں کو اپنی گود میں سمیٹ لیا اور ان کی تربیت فرمائی۔

④ حضرت طفیل بن عبداللہ بن سنجرہ رضی اللہ عنہ: ماں شریک بھائی ہیں، ان کے والد حضرت عبداللہ بن سنجرہ تھے جن کے انتقال کے بعد ان کی والدہ حضرت ام رومان کا نکاح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔

⑤ حضرت اسما بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما: باپ شریک بہن ہیں، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، ''ذات النطاقین'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

⑥ حضرت ام کلثوم بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: (باپ شریک بہن) تابعیہ ہیں، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

⑦ حضرت عبداللہ بن فضالہ لیثی رضی اللہ عنہما: (رضاعی بھائی) باپ بیٹا دونوں صحابی تھے۔

④ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی بہن

① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: (حقیقی بھائی) مشہور فقہاء صحابہ میں سے ہیں، فقہ مالکی کا مدار انہی کے فتاوی پر ہے، رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر اہتمام کرنے کا بے حد اہتمام فرماتے تھے۔

② حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: (باپ شریک بھائی)۔

③ حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما: (باپ شریک بھائی)، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے نانا ہیں۔

④ حضرت ابوشحمہ عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہما (۵) مجیر بن عمر رحمہ اللہ (۶) حضرت زید بن عمر رحمہ اللہ، تینوں باپ شریک بھائی ہیں۔

⑦ حضرت رقیہ بنتِ عمر رحمہا اللہ: (باپ شریک بہن) حضرت زید اور رقیہ آپس میں حقیقی بھائی بہن ہیں، اور دونوں نے کیا قسمت پائی کہ بہن ام المؤمنینؓ، باپ خلیفۂ ثانی فاروق اعظمؓ، ماں

ام کلثوم بنتِ علیؓ، اللہ کے رسول کی نواسی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ بنتِ محمد رضی اللہ عنہا، ان کے نانا نانی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اُن کے ماموں ہیں۔

⑧ حضرت زینب بنتِ عمر رحمہما اللہ: باپ شریک بہن۔

⑤ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی بہن

① حضرت مہاجر بن ابوامیہ رضی اللہ عنہ: حقیقی بھائی۔

② زبیر بن ابوامیہ: ③ عامر بن ابوامیہ ④ عبداللہ بن ابوامیہ: تینوں باپ شریک بھائی ہیں۔

⑤ حضرت قریبہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا: (باپ شریک بہن)۔

⑥ حضرت قریبۃ الصغری بنتِ ابو امیہ رضی اللہ عنہا: (باپ شریک بہن) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں۔

⑦ عزہ بنتِ ابوامیہ: (باپ شریک بہن)

⑧ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما: (رضاعی بھائی) مشہور صحابی ہیں، ابتداء نبوت میں اسلام لائے، ان کی دعوت پر ان کے والدین نے اسلام قبول کیا۔ ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں۔

⑥ ام المؤمنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی بہن

① حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ: (حقیقی بھائی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد ہیں، دو ہجرتیں کیں، غزوۂ احد میں شہید ہوئے، اور اپنے ماموں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ احد میں مدفون ہیں، ام المؤمنین حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند تھے۔

② حضرت ابواحمد بن عبد بن جحش رضی اللہ عنہ: حقیقی بھائی، دو ہجرتیں کیں۔

③ حضرت حمنہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا: حقیقی بہن، پہلے شوہر حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ احد میں شہادت کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جو عشرۂ مبشرۃ میں سے ہیں۔

④ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا: (بہن ہیں) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

⑤ عبیداللہ بن جحش: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کا پہلا خاوند، حبشہ جا کر مرتد ہو گیا تھا۔

⑦ ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی بہن

① حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ: (حقیقی بھائی) ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوئے تو یہ بھی اسلام لے آئے۔

② حضرت عَمرو بن حارث رضی اللہ عنہ: (حقیقی بھائی) والد اور بھائی کے ساتھ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

③ عمرہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا: بہن ہیں۔

⑧ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ بنتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے بھائی بہن

① حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما: (باپ شریک بھائی) ہیں، مشہور صحابی، لقب خال المؤمنین (مسلمانوں کے ماموں)، پانچویں خلیفہ، فاتحہ شام، کاتب وحی، افواج کے سالار مقرر ہوئے۔

② حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ: حقیقی بھائی، لقب یزید الخیر، شام کی طرف ایک لشکر کی قیادت کی، دمشق اور اردن کی فتوحات میں ان کا کافی کردار ہے، ۱۹ ہجری میں وفات پائی۔

③ حضرت عتبہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ: (بھائی)۔

④ حنظلہ بن ابوسفیان: (حقیقی بھائی) جنگِ بدر میں حالتِ کفر میں مقتول ہوئے۔

⑤ حضرت ہند بنتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہا: یہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں اور حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔

⑥ جویریہ بنتِ ابوسفیان ⑦ ام الحکم بنتِ ابوسفیان ⑧ حضرت امیمہ بنتِ ابوسفیان ⑨ صخرہ بنتِ ابوسفیان: چاروں بہنیں ہیں۔

⑩ حضرت میمونہ بنتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہا: یہ بھی بہن ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ساس صاحبہ ہیں، ان کی بیٹی لیلیٰ بنتِ ابومرہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔

⑨ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھائی بہن

① حضرت ام الفضل لبابہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا: (حقیقی بہن)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی بھی ہیں اور سالی بھی، امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان ہی کے بیٹے تھے۔

② لبابہ الصغریٰ بنتِ حارث: (حقیقی بہن) ولید بن مغیرہ سے نکاح ہوا، سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان ہی کے بیٹے ہیں۔

③ ام المؤمنین حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا: یہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی اخیافی (ماں شریک) بہن تھیں، لقب ام المساکین تھا، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں ان کی شہادت کے بعد ام المؤمنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں، لیکن جلد ہی انتقال ہوگیا، تیس سال کی عمر میں جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

④ حضرت عزہ بنتِ حارث: ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی علاتی (باپ شریک) بہن تھیں، زیاد بن مالک سے نکاح ہوا۔

⑤ حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا: (ماں شریک بہن) پہلا نکاح حضرت جعفر بن ابوطالب سے پھر حضرت ابوبکر اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم سے ہوا، دو ہجرتیں کیں۔

⑥ حضرت سلمہ بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا: (ماں شریک بہن) رسول اللہ کی چچی ہیں، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سے نکاح ہوا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شداد بن اسامہ سے نکاح ہوا۔

⑦ حضرت سلامہ بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا: (ماں شریک بہن)۔

⑧ عِصما بنتِ حارث: (بہن) ابی بن خلف کے نکاح میں تھیں۔

⑩ ام المؤمنین حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا

امّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جو حقیقی اور ماں شریک بہن بھائی ہیں وہ سب ان کے بھی بہن بھائی ہیں۔

مآخذ: فتح الباری، سیرت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، سیر الصحابیات، سیرت خلفائے راشدین، رحمۃ للعالمین۔ (بشکریہ ماہنامہ تدریس القرآن)

بچوں کا صفحہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سوال خلفاء راشدین کن صحابہ کو کہا جاتا ہے۔

جواب حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو۔

سوال خلیفہ اوّل کا نام و کنیت اور لقب کیا ہے؟

جواب خلیفہ اوّل کا نام عبداللہ کنیت ابوبکر اور لقب صدیق و عتیق ہے۔

سوال حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ عام الفیل کے اڑھائی سال بعد ۵۷۳ عیسوی میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

سوال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجیے؟ اور وہ کب اسلام لائے؟

جواب والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ، والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت اُمّ الخیر تھی۔ والد فتح مکہ کے بعد اسلام لائے جب کہ والدہ ابتداء ہی میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئی تھیں۔

سوال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے سے پہلے کیا نام تھا؟

جواب اسلام لانے سے پہلے آپ کا نام (عبدالکعبہ) تھا، اسلام لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ رکھا۔

سوال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اعلان نبوت سنتے ہی فوراً ایمان لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و تعریف اور اوّل اسلام لانے کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جس کسی کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے کچھ نہ کچھ تردّد کیا اور سوچا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے میں نے جیسے ہی اسلام پیش کیا انہوں نے بلا تامل میری تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔''

سوال مردوں میں سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔

ماہنامہ حق چار یار لاہور
رجسٹرڈ نمبر
CPL26

لمحہ فکریہ

سفرِ حج سفرِ آخرت ہے

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حج بیت اللہ کا سفر، سفرِ آخرت کے مشابہ ہے کہ اپنے گھربار، زمین، جائداد وغیرہ کو چھوڑ کر، اقربا سے رخصت ہو کر جاتا ہے اور تھوڑا سا سامان ساتھ لیتا ہے، جیسا کہ مردہ سب سامان چھوڑ کر صرف کفن ساتھ لے جاتا ہے بلکہ بعض حاجی بھی اس خیال سے کہ موت ہر ایک کے ساتھ ہے نہ معلوم کس وقت آ جائے، کفن بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور عوام تو اس کو ضروری سمجھنے لگ گئے ہیں مگر افسوس ہے کہ کفن ساتھ لے جا کر بھی وہ کام نہیں کرتے جو کفن پہننے والے کو کرنے چاہئیں۔ جب کفن ساتھ لیا تھا تو چاہیے تھا کہ اپنے آپ کو اسی وقت سے مردہ تصور کرتے اور ساری شیخی اور تکبر کو یہیں ساتھ چھوڑ جاتے اور پہلے سے زیادہ اعمالِ آخرت کے لیے کوشش کرتے، مگر کچھ نہیں۔ یہ کفن ساتھ لینے کی بھی ایک رسم ہوگئی ہے۔ بعض لوگ سفر حج میں پہلے سے گناہ شروع کر دیتے ہیں۔ نماز چھوڑ دیتے ہیں، جماعت کا اہتمام تو اچھے اچھے بھی نہیں کرتے، لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور حج کر کے اپنے کو سب سے افضل سمجھنے لگتے ہیں، کیا سفر آخرت کی بھی یہی شان ہونی چاہیے۔

سفر حج اس اعتبار سے بھی قبر کے مشابہ ہے کہ جس طرح قبروں میں کبھی دو آدمی پاس پاس دفن ہوتے ہیں مگر ہر ایک کا جدا حال ہوتا ہے، کوئی راحت میں ہے کوئی عذاب میں اور ایک کو دوسرے کے حال کی خبر نہیں ہوتی، اسی طرح حج میں ہر کوئی اپنے حال میں ہے، ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوتی ہے۔

قبولیتِ حج کی ایک علامت

یاد رکھیے کہ حج کے مقبول ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ دوبارہ پھر وہاں جانے کا شوق دل میں پیدا ہو اور جو شخص وہاں سے آ کر پھر دوبارہ جانے سے توبہ کرے اندیشہ ہے کہ اس کا حج مقبول نہ ہوا ہو، اس لیے جہاں تک ہو سکے اس کی کوشش کرے کہ دل میں پھر دوبارہ حج کا شوق پیدا ہو، اس کی یہی تدبیر ہے کہ وہاں کے ثواب اور منافع اُخروی پر نظر کرے۔